WWW.NAFSEISLAM.COM

عاشقوں کی عید

مؤلف
علامہ محمد کمال عطا قادری عطاری

عاشقو! خوشیاں مناؤ آمدِ محبوب ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

عاشقو! خوشیاں مناؤ آمدِ محبوب ہے
راستہ دل کو بناؤ آمدِ محبوب ہے

آ رہے ہیں باعث تخلیق عالم مومنو!
پلکیں راہوں میں بچھاؤ آمد محبوب ہے

سنت ربُّ العُلیٰ ہے جشن میلاد النبی
چپّے چپّے کو سجاؤ آمد محبوب ہے

نعمتیں کونین کی ہیں جس کا صدقہ بالیقیں
اس نبی کے گیت گاؤ آمد محبوب ہے

لینے آغوش کرم میں ربّ کی رحمت چھا گئی
عاصیو! اب جھوم جاؤ آمد محبوب ہے

یاد آقا میں بہا کر دل سے اشک بے بہا
نار، دوزخ کی بجھاؤ آمد محبوب ہے

خوش دلی سے خرچ کر کے مال و دولت جاہ میں
اپنی قسمت کو جگاؤ آمد محبوب ہے

محفلیں ذکر نبی کی جا بجا کر کے عطاؔ
رابطہ حق سے ملاؤ آمد محبوب ہے

﴿علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری﴾

پہلے اسے پڑھئے !

پیارے اسلامی بھائیو! عقل مند سائل یقیناً اسے ہی کہا جائیگا کہ جوسخی کا دریائے کرم جوش میں دیکھ کر دست سوال دراز کرنے میں دیر نہ کرے کیونکہ ایسے موقع پر کریم کی بارگاہ سے ان انعامات کی بارش ہوتی ہے کہ جن کا عام حالات میں انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔

عاشقوں کی عید یعنی عید میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسا ہی بابرکت اور پرنور موقع ہے کہ جس کی آمد کی بناء پر تمام سخیوں کو سخاوت کی خیرات تقسیم فرمانے والے ربّ سرکار عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دریائے سخاوت انتہائی جوش پر ہوتا ہے۔ پس عقل مند و موقع شناس طالبِ کرم کو چاہئے کہ جشن ولادت کا اہتمام کرنے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرنے اور بارگاہ الٰہی عزوجل سے دنیوی اور اُخروی نعمتوں اور حتمی فلاح وکامرانی کا مستحق بننے میں دیر نہ کرے اور اس سعادت عظمٰی کے حصول میں رکاوٹ بننے والے شیطانی وسوسوں کو دل میں جگہ بھی نہ دے کیونکہ جہاں اس مبارک ترین موقع پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کرم نوازی کے بہانے تلاش کررہی ہوتی ہے وہیں شیطان بھی اپنے رفقاء سمیت اُمتِ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس نعمت سے مکمل طور پر فیض یاب ہونے سے محروم ونامراد کرنے کیلئے مصروف عمل ہوتا ہے۔

الحمدللہ! سگِ عطار نے بھی دلچسپ انداز میں بزرگان دین کی اتباع میں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سرخروئی، امید شفاعت اور سادہ لوح اسلامی بھائیوں اور بہنوں کو شیطانی دسترس سے محفوظ رکھنے کیلئے چندسطریں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے امید واثق ہے کہ اس انداز دلچسپ کو نگاہ پسندیدگی سے دیکھا جائے گا۔ اس رسالے کی تکمیل صرف بزرگوں کا فیض ہے، ہاں اس میں موجود اغلاط سگِ عطار کا کارنامہ ہے۔

اس رسالے میں موجود کردار ایک اعتبار سے حقیقت اور ایک حیثیت سے فرضی ہیں، بہرحال مقصود کا حاصل ہوجانا دونوں صورتوں میں سے کسی کو بھی تسلیم کرلینے پر، اللہ تعالیٰ کی عطا سے متوقع ہے اس رسالے میں بارھویں شریف کے متعلق وسوسوں کا نہ صرف جواب دیا گیا بلکہ عید میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانے کا طریقہ، اس کی فضیلت، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات ومعجزات اور آپ کی ولادت ورضاعت کے واقعات کو بھی مستند کتب تاریخ سے نقل کرنے کا شرف حاصل کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوششِ مختصر کو اپنی بارگاہ بیکس پناہ میں قبول ومنظور فرمائے اور اسے امیر اہلسنّت، امیر دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اور قبلہ سید عبدالقادر باپو شریف مدظلہ العالی سمیت تمام اہلسنّت اور مشائخ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے خصوصاً اور عوام اہلسنّت کیلئے عموماً بلندئ درجات کا سبب بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ترجمہ: اے اللہ عزوجل قبول فرمالے (یہ دعا) امانت دار نبی کی عظمت اور
بزرگی کے وسیلے سے ان پر اللہ تعالیٰ، رحمت اور سلامی نازل فرمائے۔

طالب مدینہ وبقیع ومغفرت
محمد اکمل عطا قادری عطاری
3 صفرالمظفر 1420ھ

ایک نوجوان نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد سر جھکائے، نگاہیں نیچی کئے، انتہائی عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کے نذرانے پیش کرتا ہوا، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا، مسجد سے گھر کی جانب رواں دواں تھا، ایک دینی ماحول سے وابستگی سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اسے مکمل طور پر اپنی آغوش میں لیا ہوا تھا۔ چنانچہ اس کے سر پر عمامہ شریف اور زلفیں، چہرے پر داڑھی شریف، بدن پر سفید لباس، سینے پر بائیں جانب جیب میں نمایاں طور پر مسواک شریف اور چہرے پر عبادت پر استقامت اور گناہوں سے مکمل طور پر پرہیز کی برکت سے نورانیت کی جلوہ گری تھی۔ اس سنتوں کے چلتے پھرتے نمونے پر نظر پڑتے ہی جاں نثاران مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی اتباع سنت میں دیوانگی کی یادتازہ ہورہی تھی جب یہ متقی وباعمل نوجوان ایک باغ کے پاس سے گزرا تو باغ میں موجود پانچ چھ فیشن ایبل نوجوانوں کی نگاہ اس پڑ گئی اس شرم وحیاء کے پیکر کو دیکھ کر انہیں دل میں عجب سکون واطمینان اترتا ہوا محسوس ہوا، گناہوں بھری زندگی پر ندامت محسوس ہونے لگی اور اللہ تعالیٰ کے اس نوجوان کو اپنے انعامات کیلئے منتخب کر لینے پر رشک آنے لگا۔ ان میں سے ایک نے اپنے دوستوں سے کہا، یار دیکھو! اس کے چہرے پر کتنا نور ہے، داڑھی اس کے چہرے پر کتنی پیاری لگ رہی ہے۔ دوسرا بولا، ہاں واقعی بہت نورانی چہرہ ہے، بس یار یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا انعام ہے۔ ہماری طرح تھوڑا ہے کہ سارا سارا دن الٹے سیدھے کام کرتے پھرتے ہیں۔ اس کے خاموش ہونے پر تیسرا بولا یار، اگر تم پسند کرو تو اس سے بارہ وفات (پنجاب سائیڈ پر بارھویں شریف کیلئے عوام الناس میں اکثر یہی اصطلاح معروف ہے) کے بارے میں کچھ پوچھیں، کل ہم سوچ ہی رہے تھے کہ کسی دیندار آدمی سے اس کے بارے میں کچھ پوچھیں گے۔ سب نے اس کی رائے پر رضا مندی کا اظہار کیا، چنانچہ ایک بولا، ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے ویسے بھی آج چھٹی کا دن ہے، اپنے پاس ٹائم بھی کافی ہے، اس سے معلوم کرتے ہیں اگر یہ کچھ وقت دے دے تو مزہ آجائے۔ یہ طے کرنے کے بعد وہ سب اس نوجوان کے قریب پہنچ گئے ان میں سے ایک نے جھجکتے ہوئے کہا بھائی صاحب! ہمیں آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ نوجوان نے آواز سن کر پلٹ کر ان کی جانب اپنی سرمگیں آنکھیں اٹھائیں، ان پر نگاہ پڑتے ہی اس کا دل غم کے گہرے سمندر میں غوطے کھانے لگا، اسے امت کے غم میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رونے، راتوں کو جاگ جاگ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امت کے گناہگاروں کیلئے مغفرت کا سوال کرنے اور اس کے جواب میں امت کا بے مروتی اور احسان فراموشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس معصوم وغمخوار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں سے منہ موڑ کر، ان کے دشمنوں کے طریقے اپنانے نے تڑپا دیا بہرحال اس نے دل کو سنبھالتے ہوئے اور سنت کے مطابق گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے، سب سے پہلے انہیں سلام کیا۔ سلام سنتے ہی وہ نوجوان شرمندہ ہو گئے، جھینپتے ہوئے فوراً جواب دیا، نوجوان نگاہیں نیچی کئے ملائمت سے گویا ہوا،

پیارے اسلامی بھائیو! الحمدللہ عزوجل ہم مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب ترین نبی (علیہ الصلوۃ والسلام) کی امت میں پیدا کیئے گئے ہیں، چنانچہ ہمیں اپنی گفتگو کا آغاز بھی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور اسلامی طریقے کے مطابق کرنا چاہیے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، 'سلام بات چیت کرنے سے پہلے ہے۔' (ترمذی) وہ اصل میں ہمیں خیال نہ رہا تھا، آئندہ ضرور خیال رکھیں گے ایک نوجوان نے مزید شرمندگی محسوس کرتے ہوئے جلدی سے کہا۔ چلیں آئندہ ضرور خیال رکھئے گا اِن شاءَ اللہ عزوجل برکت ہوگی۔ حکم فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں؟ نوجوان نے عذر قبول کرتے ہوئے حسب سابق شفقت سے کہا۔ ان میں سے ایک، سب کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے بولا، وہ کل ہم سب بارہ وفات کے بارے میں آپس میں بحث کر رہے تھے اور اس کے متعلق بیشمار سوالات ہمارے ذہنوں میں موجود ہیں ہم چاہ رہے تھے کہ آپ ہمیں کچھ وقت دیکر اس کے بارے میں تفصیل سے بتائیں اور ہمارے سوالوں کے جواب دے کر ہمیں مطمئن کردیں تو بہت مہربانی ہوگی، ویسے بھی آج چھٹی کا دن ہے، آپ کے پاس بھی کچھ نہ کچھ وقت ضرور ہوگا۔ ان کی درخواست سن کر، نوجوان کو دینی ماحول سے وابستہ رہتے ہوئے طویل عرصے تک سنتوں کی خدمت کرنے کے باعث، یہ نتیجہ اخذ کرنے میں دیر نہ لگی کہ ان نوجوانوں کا تعلق مسلمانوں کے اس گروہ سے ہے کہ جو گھروں میں دینی ماحول نہ ہونے کی بناء پر علوم دینیہ سے محروم رہتے ہیں اور پھر اس پیاس کو بجھانے کیلئے بعض اوقات ان لوگوں کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں کہ جن کا کام ہی یہ ہے کہ بھرپور کوشش کر کے کسی بھی طرح مسلمانوں کے دل سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکال کر انہیں ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بزرگان دین پر تنقید کا عادی بنا دیا جائے بلکہ ان کی سوچ کو اتنا ناپاک کر دیا جائے کہ وہ جب بھی اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر غور کریں تو صرف اور صرف کوئی عیب یا کمی ڈھونڈنے کیلئے۔ یہ خیال آتے ہی اس نے تہیہ کرلیا کہ اِن شاءَ اللہ عزوجل جتنا بھی ممکن ہوسکا وسوسوں کی کاٹ کرکے ان کے دلوں میں اپنے پیارے پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اور بارھویں شریف کی محبت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے راسخ کرنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا......

پیارے اسلامی بھائیو! ویسے تو میری مصروفیات بہت زیادہ ہیں اور علمی دولت کی کثرت کا دعویٰ بھی نہیں کرتا، لیکن آپ کے جذبے کے پیش نظر کچھ نہ کچھ وقت ضرور نکالوں گا اور جتنا بھی ممکن ہوسکا آپ کے سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کروں گا، بہتر ہے کہ کہیں بیٹھ جائیں تاکہ اطمینان سے گفتگو ہوسکے۔ وہ نوجوان مرضی کے عین مطابق نتیجہ نکلنے پر بہت خوش ہوئے بولے اندر باغ میں بیٹھتے ہیں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں گفتگو کرنے کا بہت لطف آئے گا۔ مشورے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے سب ایک درخت کے نیچے پہنچے اور پھر تمام نوجوان، باعمل نوجوان سے کچھ فاصلہ پر حلقے کی شکل میں بیٹھ گئے۔

میرے خیال میں گفتگو شروع کرنے سے پہلے آپس میں تعارف نہ کروالیا جائے؟ ان میں سے ایک نوجوان بولا، ہاں کیوں نہیں، سب سے پہلے میں ہی اپنا تعارف کرواتا ہوں، میرا نام احمد رضا ہے اور حال ہی میں میں نے کیمیکل انجینئرنگ میں ڈپلومہ کیا ہے۔ باعمل نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ نوجوان یہ سن کر بہت حیران ہوئے، ان میں سے ایک گویا ہوا، کیا آپ نے بھی دنیاوی تعلیم حاصل کی ہے؟

احمد رضا...... جی ہاں، لیکن آپ یہ سن کر اتنے حیران کیوں ہوگئے؟

نوجوان...... اس لئے کہ ہمارا تو خیال تھا کہ جتنے بھی داڑھی عمامے والے ہوتے ہیں، سب کے سب دنیا سے بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں، دنیاوی تعلیم سے نہ صرف نفرت رکھتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کے حاصل کرنے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں، صرف اور صرف دینی کتابیں ہی پڑھتے ہیں۔

احمد رضا...... نہیں یہ بالکل غلط خیال ہے اور دین داروں سے بدظن اور دور رکھنے کیلئے شیطان کی طرف سے مشہور کی ہوئی بات ہے کیونکہ نہ تو دین اسلام ہمیں اس سے منع فرماتا ہے اور نہ کوئی مدنی ماحول اس کا مخالف ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ علوم، شریعت کے دائرے میں رہ کر سیکھے جائیں اور نیت کو اچھا رکھا جائے اور ان کی وجہ سے دین اسلام کی پاکیزہ تعلیم کو حقیر و معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہم بھی دنیاوی علوم پڑھتے ہیں، لیکن ساتھ ساتھ دین اسلام سے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔

نوجوان...... واہ! یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اچھا ہوا کہ آج آپ سے ملاقات کی برکت سے یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا۔ اچھا اب میں اپنا اور باقی دوستوں کا تعارف بھی کرادوں، میرا نام جاوید ہے، سب سے پہلے ٹونی ہے، پھر جانی ہے، پھر پرویز ہے، یہ شان ہے اور آخر میں ساگر ہے۔ یہ نام سن کر احمد رضا کے چہرے پر افسردگی کے آثار نمایاں ہوگئے۔

جاوید...... خیریت تو ہے آپ کچھ افسردہ دکھائی دینے لگے...... کیا ہماری کوئی بات ناگوار لگی ہے؟

احمد رضا...... غمگین ہونے کی وجہ ان شاءَاللہ عزوجل بعد میں عرض کروں گا، آپ ارشاد فرمائیے کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

جاوید...... میں ان سب کی طرف سے سوالات کرتا جاؤں گا، آپ جوابات عنایت فرماتے جائیے۔

سوال...... بارہ وفات کیا ہے...... اور...... اسے یہ نام کیوں دیا گیا ہے؟

احمد رضا...... دراصل اسے بارہ وفات کہنا ہی نہیں چاہئے بلکہ اسے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بارھویں شریف، عیدوں کی عید، یا عاشقوں کی عید کہنا چاہئے۔ کیونکہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو محبوبِ کبریا سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے تھے اسلئے اسے بارھویں شریف کہتے ہیں اور چونکہ لغوی اعتبار سے عید وہ دن ہوتا ہے کہ جس میں کسی صاحبِ فضل یا کسی بڑے واقعے کی یادگار منائی جاتی ہو (مصباح اللغات) اور یقیناً ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت سے زیادہ صاحب فضل شخصیت اور آپکی ولادت مبارکہ سے زیادہ اہم واقعہ اور کون سا ہوگا؟ لہٰذا اسے عید میلاد النبی یا عیدوں کی عید یا عاشقوں کی عید بھی کہہ دیتے ہیں۔

سوال...... تو پھر اسے بارہ وفات کیوں کہتے ہیں؟

احمد رضا...... بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال شریف بارہ ربیع الاوّل کو ہوا چنانچہ اس اعتبار سے اسے بارہ وفات کہہ دیتے ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ تاریخ وصال دو ربیع الاوّل ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بخاری شریف کی شرح فتح الباری میں طویل بحث کے بعد ثابت کیا ہے۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ خود بھی اسے بارہ وفات کہنے سے پرہیز کریں اور اس عظیم الشان خوشی کے موقع کا یہ نام رکھنے سے دوسروں کو بھی محبت و شفقت کے ساتھ روکیں۔ کم از کم اپنے گھر والوں کو تو اس بارے میں ضرور سمجھانا چاہئے۔

سوال...... اس دن مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

احمد رضا...... صرف اس دن ہی نہیں بلکہ ربیع النور کی پہلی تاریخ سے لے کر بارہ تک ان بارہ دنوں میں جتنا اور جس طرح بھی ممکن ہو ہر اُمتی کو چاہئے کہ نور مجسم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کیلئے خوشی کے اظہار کے مختلف طریقے اپنائے مثلاً آپس میں مبارکباد دیں اپنے گھر دکان گلی محلّہ اور مسجد کو قمقموں اور جھنڈوں سے سجائیں، اپنی سائیکل یا موٹر سائیکل یا کار وغیرہ پر بھی جھنڈے لگائیں، مٹھائیاں تقسیم کریں، دودھ شربت پلائیں، کھانا کھلائیں، دُرودِ پاک کی کثرت کریں، اجتماعات منعقد کریں جس میں مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات و معجزات اور ولادتِ مبارکہ کے واقعات بیان کئے جائیں، خوب خوب نعتیہ محافل قائم کریں، ہر قسم کے صغیرہ کبیرہ گناہ سے بچیں اور نیک اعمال کی کثرت کی کوشش کریں اور خصوصاً بارہ تاریخ کو گھر کو خوب صاف ستھرا رکھیں، تازہ غسل کریں ہو سکے تو نئے کپڑے اور اگر استطاعت نہ ہو تو پرانے ہی مگر اچھی طرح دھو کر پہنیں آنکھوں میں سرمہ لگائیں، خوب اچھی طرح عطر ملیں، طاقت اور قدرت ہو تو روزہ رکھیں اور اپنے علاقے میں نکلنے والے جلوس میں شرکت کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی بیشمار رحمتوں اور برکتوں سے حصہ طلب فرمائیں۔

سوال...... کیا یہ سب کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے؟

احمد رضا...... دراصل اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن پاک میں اپنی نعمتوں کو ظاہر کرنے اور ان پر اظہار خوشی کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۂ الضحیٰ میں ارشاد فرمایا......

و اما بنعمة ربك فحدث (پارہ ۳۰، آیت ۱۱)

اور اپنے ربّ کی نعمت کا خوب چرچہ کرو۔

اور سورۂ یونس میں فرمان عالیشان ہے......

قل بفضل الله وبرحمةٍ فبذلك فليفرحوا ط هو خير مما يجمعون (پارہ ۱۱، آیت ۵۸)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کا چرچا کرنے اور اس پر خوشی منانے کا صراحۃً حکم موجود ہے اور اس میں کسی کو بھی ہرگز ہرگز شک و انکار نہیں ہوسکتا کہ سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دنیا میں آمد، اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ چنانچہ حکم قرآن کے مطابق اس نعمت کا بھی ہمیں خوب چرچا کرنا چاہئے اور اس پر خوب خوب خوشیاں منانی چاہئیں اور اس اظہار خوشی کیلئے ہر وہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہونا چاہئے کہ جسے شریعت نے منع نہ کیا ہو اور میں نے ابھی جو طریقے عرض کئے وہ تمام کے تمام جائز ہیں، ان میں سے کوئی بھی چیز شرعی لحاظ سے حرام وممنوع نہیں۔

سوال...... ان آیات میں خوشی و مسرت کے اظہار کیلئے کسی خاص وقت کی قید نہیں لگائی گئی تو پھر ہم ولادت کی خوشی کیلئے ربیع الاوّل کے بارہ دِنوں کو ہی کیوں منتخب کرتے ہیں؟

احمد رضا...... مخصوص دنوں کو قلبی مسرت کے اظہار کیلئے منتخب کرنا بھی قرآن پاک کے حکم اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے عین مطابق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا......

و ذكرهم بايام الله اور انہیں اللہ عزوجل کے دِن یاد دلا۔ (پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم آیت ۵)

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں بعض مفسرین نے فرمایا کہ ایام اللہ سے وہ دن مراد ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام فرمایا جیسا کہ بنی اسرائیل کیلئے من وسلویٰ اتارنے کا دن اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے دریا میں راستہ بنانے کا دن وغیرہ (خازن و مدارک و مفردات راغب) (پھر فرمایا) ان ایام اللہ میں سب سے بڑی نعمت کے دن سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت و معراج کے دن ہیں ان کی یادگار قائم کرنا بھی اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔

اور دنوں کو عبادت وغیرہ کے ذریعے خاص کر لینا، سنت اس طرح ہے کہ بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ (یعنی دن محرم) کا روزہ رکھتے پایا دریافت فرمایا یہ کیا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی گئی یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو ڈبو دیا، لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر اس دن کا روزہ رکھا، چنانچہ ہم بھی روزہ رکھتے ہیں (یہ سن کر مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) ارشاد فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کرنے میں بہ نسبت تمہارے ہم زیادہ حقدار و قریب ہیں چنانچہ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی فرمایا۔

دیکھئے...... اس حدیثِ پاک سے واضح ہو گیا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کے کسی انعام کا نزول ہوا، اسے عبادت کیلئے مخصوص کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اور آپ کی موافقت میں مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور آپ کے حکم کی تعمیل میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ ربیع النور شریف میں مولودِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انعام کے حصول کے جواب میں مختلف عبادات کا اختیار کرنا بھی یقیناً جائز اور باعثِ نزولِ رحمت ہے۔

سوال...... جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ 12 ربیع الاول کو یومِ وفات مانتے ہیں تو احتیاط تو اس میں ہے کہ ہم اس دن خوشیاں نہ منائیں کیونکہ اگر وہ بات بالفرض درست ہے تو وفاتِ نبی کے دن خوشی منانا تو بہت بری بات ہے؟

احمد رضا...... **پیارے اسلامی بھائیو!** دینی مسائل کے حل کیلئے اپنی عقل استعمال کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں رجوع کرنا بے حد ضروری ہے کیونکہ کثیر مسائل ایسے ہیں کہ جن میں عقل کا فیصلہ کچھ اور ہوتا ہے جب کہ شریعت کا تقاضا اس کے مخالف نظر آتا ہے، ایسے موقع پر سعادت مندی یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان پر عقل کی آنکھیں بند کر کے عمل کریں اور اگر شیطان کسی قسم کا وسوسہ ڈالے تو اس سے فوراً یہ سوال کریں کہ بتا ہماری عقل بڑی ہے یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم؟ اِن شاءَ اللہ عزوجل شیطان فوراً بھاگ جائے گا۔ اب اس مسئلے کے بارے میں عرض ہے کہ اگر بالفرض یہ یوم وفاتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہوتا، تب بھی ہمارے لئے شرعی لحاظ سے اس میں خوشی منانا جائز اور غم منانا ناجائز ہے کیونکہ شرعی قاعدہ قانون یہ ہے کہ شوہر کی وفات کے علاوہ کسی اور کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں صرف شوہر کی موت پر بیوی کو چار مہینے دس دن سوگ منانے کا حکم ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں اُمّ المومنین ام حبیبہ اور ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے تو اسے یہ حلال نہیں کہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اس پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ معلوم ہوا کہ شوہر کے علاوہ کسی کی بھی وفات پر تین دن سے

زائد غم منانا جائز نہیں چنانچہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد، آپ کی وفات پر بھی غم منانا، یا سوگ کی علامت اختیار کرنا جائز نہیں ہونا چاہئے اس کے برعکس چونکہ نعمت کے اظہار اور اس پر خوشی منانے والی آیات میں وقت کی کوئی قید نہیں چنانچہ ان کی رو سے اس دن خوشی منانا بالکل جائز ہے۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں یہاں ایک نکتہ بیان کر دینا بھی نفع سے خالی نہ ہوگا کہ اگر کسی ایک ہی دن پیدائشِ نبی بھی ہو اور وصالِ نبی بھی تو ہمیں انعام کے حصول پر خوشی منانے کی اجازت تو ملتی ہے، لیکن غم منانے کا حکم کہیں نظر نہیں آتا۔ مثلاً سیّد کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بہترین دن کہ جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی میں (دنیا میں) اتارے گئے، اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اسی میں آپ نے وفات پائی اور اسی میں قیامت قائم ہوگی۔ (ابوداؤد و ترمذی) اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ جمعہ عید کا دن ہے اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔ (ابن ماجہ)

اب آپ غور فرمائیں کہ جمعہ حالانکہ یوم وفات بھی ہے لیکن اس کے باوجود مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس دن کو ہمارے لئے عید کا دن قرار دیا ہے اور یقیناً عید کے دن خوشیاں منائی جاتی ہیں اور اسکے برعکس غم منانے کے بارے میں کوئی حکم موجود نہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے لئے اس دن خوشی منانی جائز اور غم منانے کا عقلی طور پر بھی کوئی جواز نہیں کیونکہ شہِ دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے لہٰذا اللہ عزوجل کے نبی (علیہم السلام) زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ **کل نفس ذائقة الموت** ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ (پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۸۵) کے ضابطے کے تحت انبیاء علیہم السلام کچھ دیر کیلئے وفات پاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے   مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات   مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

(حدائقِ بخشش)

اور جب تمام انبیاء علیہم السلام سمیت ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ بھی ثابت ہوگئی تو بارھویں پر غم منانے کی کون سی علت باقی رہ جاتی ہے؟

جاوید...... واقعی آپ کے ان جوابات کی روشنی میں تو چاہے بارہ تاریخ کو یومِ ولادت ہو یا یومِ وفات، بہرصورت خوشی منانی تو جائز ہو سکتی ہے لیکن اظہارِ غم کسی بھی صورت میں جائز نہیں، اچھا اب ایک اہم سوال ہے۔

سوال...... ہم نے سنا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کل بدعة ضلالة یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ (ابوداؤد) اور بدعت ہر وہ کام ہے جو ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میری اور میرے خلفاءِ راشدین کی سنت کو لازم پکڑلو۔ (ترمذی۔ابوداؤد) ان دونوں احادیث کی روشنی میں بارھویں شریف منانا، گمراہی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ، نہ تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی اور نہ ہی یہ، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی یا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے؟

احمد رضا...... دیکھیں یہاں دو چیزیں ہیں۔

۱...... وہ عبادات واعمال وافعال، جو ان دنوں میں، اظہارِ خوشی اور حصولِ برکت کیلئے اختیار کیے جاتے ہیں۔

۲...... ان سب کو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ ایک مخصوص دن اور مخصوص تاریخ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی کیلئے جمع کر دینا۔

اب ابتداءً پہلی چیز کو لیجئے یعنی وہ افعال جو ان دنوں میں اختیار کئے جاتے ہیں۔

مثلاً (۱) رحمت کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرنا (۲) آپ کی ولادت مبارکہ اور بچپن شریف کے واقعات ذکر کرنا (۳) آپ کے معجزات بیان کرنا (۴) نعتیہ محافل قائم کرنا (۵) ایصالِ ثواب کیلئے شربت و دودھ پلانا اور کھانا وغیرہ کھلانا (۶) قمقموں اور جھنڈوں وغیرہ سے گھر محلّہ بازار و مسجد سجانا (۷) آپس میں مبارکباد و خوشخبری دینا (۸) عیدی تقسیم کرنا (۹) بوقتِ ولادت قیام کرنا (۱۰) روزہ رکھنا (۱۱) جلوس نکالنا۔

تو ان کے بارے میں عرض ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا فعل نہیں کہ جس کی اصل زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موجود نہ ہو، یا اسے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت قرار نہ دیا جا سکتا ہو۔ چنانچہ پہلے میں اس کے بارے میں دلائل عرض کرتا ہوں لیکن یاد رکھئے کہ وقت کی قلت کے باعث یہ تمام دلائل انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کروں گا۔

﴿۱﴾ رحمت کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرنا

یہ عمل اللہ تعالیٰ، اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے فضائل بیان کرتے ہوئے قرآن پاک میں ارشاد ہے......

یایها الناس قد جاء کم برهان من ربکم (پارہ ۶، سورہ النساء، آیت ۱۷۴)

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔

یہاں برھان سے مراد رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا......

و ما ارسلنك الا رحمة للعلمین (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کیلئے۔

ایک اور مقام پر فرمان عالیشان ہے،

و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جآء وك فاستغفرو اللّٰه واستغفر لهم الرسول

لو جدو اللّٰه توابا رحیما (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ (عزوجل) سے معافی چاہیں اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ (عزوجل) کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اور خود معلمِ معظم نے اپنے فضائل اس طرح بیان فرمائے بے شک اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں سے کنانہ [1] کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے چن لیا۔ (مسلم شریف)

---

[1] یاد رکھئے کہ عربوں کو چھ طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) فصائل...... یہ فصیلہ کی جمع ہے، فصیلہ ایک کنبہ کو کہتے ہیں۔

(۲) افخاذ...... یہ فخذ کی جمع ہے، چند کنبوں کے مجموعے کو فخذ کہتے ہیں۔

(۳) بطون...... یہ بطن کی جمع ہے، چند افخاذ کے مجموعے کا نام بطن رکھا جاتا ہے۔

(٤) عمائر...... یہ عمارۃ کی جمع ہے، چند بطون کا مجموعہ عمارۃ کہلاتا ہے۔

(٥) قبائل...... یہ قبیلہ کی جمع ہے، چند عمائر کے مجموعے کو قبیلہ کہا جاتا ہے۔

(٦) شعوب...... یہ شعب کی جمع ہے۔ چند قبائل کا مجموعہ شعب کہلاتا ہے۔ اب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کے اعتبار سے مثالوں کے ساتھ وضاحت یوں ہے کہ عباس، فصیلہ ہے۔ ہاشم، فخذ ہے۔ قصی بطن ہے۔ قریش، عمارہ ہے۔ کنانہ، قبیلہ ہے اور خزیمہ، شعب ہے۔ (مدارک۔ بجیرم)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا، میں بروزِ قیامت اولادِ آدم (علیہ السلام) کا سردار ہوں اور وہ پہلا شخص ہوں کہ جس کی قبر شق کی جائے گی اور میں پہلا شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے شفاعت قبول کیا جانے والا شخص ہوں۔ (مسلم شریف) مزید ارشاد فرمایا، میں بروزِ قیامت جنت کے دروازے پر پہنچونگا اور دروازہ کھلواؤ نگا تو خازن عرض کریگا آپ کون ہیں؟ میں جواب دونگا، محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) پس وہ مجھ سے عرض کرے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے بھی یہ دروازہ نہ کھولوں۔ (مسلم شریف) اور یہ بھی فرمایا کہ میرے والدین کبھی غیر شرعی طور پر مجتمع نہ ہوئے اللہ عزوجل مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل فرماتا رہا اور اس نے مجھے ہر قسم کی نجاست وغلاظتِ جہالت سے پاک وصاف رکھا۔ (الوفاء)

اور اس کے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہونے پر دلیل، بخاری شریف کی یہ روایت ہے کہ عطا بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ اوصاف سنائیے جو تورات میں ہیں فرمایا، ہاں کیوں نہیں خدا عزوجل کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرآن پاک میں بیان کردہ بعض صفات کا تذکرہ تورات میں بھی ہے چنانچہ تورات میں ہے، اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے آپ کو حاضر وناظر، خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور آپ امی لوگوں کی پناہ گاہ ہیں، میرے بندے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے آپ بداخلاق اور سخت نہیں ہیں اور نہ آپ بازاروں میں چیختے ہیں آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کردیتے ہیں اور درگزر فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپکو وفات نہ دیگا جب تک کہ ملت کی گمراہی دور نہ ہو جائے اور وہ لاالٰہ الا اللہ کہہ لے اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے نابینا آنکھوں کو بصارت، بہرے کانوں کو سماعت اور بھٹکے ہوئے دلوں کو راستہ عطا فرمائے گا۔

اور خاص بوقت ولادت ایک جن نے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ان الفاظ میں اشعار کی صورت میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ترجمہ: میں قسم کھاتا ہوں کہ کوئی عورت انسانوں میں نہ خود اتنی سعادت مند ہے اور نہ ہی کسی نے اتنے سعادت مند اور شریف بچے کو جنم دیا ہے جیسا کہ بنوزہرہ سے تعلق رکھنے والی قابل صد افتخار، امتیازی اوصاف کی مالکہ، قبائل کی ملامت وطعن سے پاک وصاف اور بزرگی وشرافت کی مالکہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مقدس اور سعادت مند بچے کو جنم دیا ہے جو تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہے اور احمد کے پیارے نام سے موسوم ہے پس یہ مولود کس قدر عزت والا اور بلند وبالا مقام والا ہے۔ (الوفاء)

یہ بھی سنتِ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سنتِ اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ چنانچہ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری والدہ نے (بوقت ولادت) یوں ملاحظہ فرمایا گویا کہ مجھ سے ایک عظیم نور نمودار ہوا ہے، جس کی نورانیت سے شام کے محلات روشن ہو گئے (الوفاء) اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا اللہ عزوجل کے ہاں میری عزت وحرمت یہ ہے کہ میں ناف بریدہ پیدا ہوا اور کسی نے میری شرمگاہ کو نہ دیکھا۔ (الوفاء) اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ بی بی شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا کہ جس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرزند پیدا ہوا تو وہ ختنہ شدہ تھا، پھر اسے چھینک آئی تو اس پر میں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی یرحمک اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے) پھر مشرق ومغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے اس وقت شام کے محلات دیکھے میں ڈری اور مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا اس کے بعد ایک نور داہنی جانب سے ظاہر ہوا کسی کہنے والے نے کہا اسے کہاں لے گیا؟ دوسرے نے جواب دیا مغرب کی جانب تمام مقامات متبرکہ میں لے گیا پھر بائیں جانب سے ایک نور پیدا ہوا، اس پر بھی کسی کہنے والے نے کہا اسے کہاں لے گیا؟ دوسرے نے جواب دیا مشرق کی جانب تمام مقاماتِ متبرکہ میں لے گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگایا اور طہارت وبرکت کی دعا مانگی یہ بات میرے دل میں ہمیشہ جاگزیں رہی یہاں تک کہ رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور میں ایمان لے آئی اور اوّلین وسابقین میں سے ہوئی۔ (مدارج نبوت)

اور وِلادت کریمہ کے حالات بیان کرنا خود ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدۂ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی سنت ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جس رات میں نے اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر کو جنم دیا، ایک عظیم نور دیکھا، جس کی بدولت شام کے محلات روشن ہو گئے حتیٰ کہ میں نے ان کو دیکھ لی (الوفاء) اور ارشاد فرمایا جب میں نے انکو جنم دیا تو یہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے پھر ایک مٹھی مٹی لی اور سجدے کی طرف مائل ہو گئے، وقت ولادت آپ ناف بریدہ تھے میں نے پردہ کیلئے آپ پر ایک مضبوط کپڑا ڈال دیا، مگر کیا دیکھتی ہوں کہ وہ پھٹ چکا ہے اور آپ اپنا انگوٹھا چوس رہا رہے ہیں جس سے دودھ کا فوارہ پھوٹ رہا ہے۔ (الوفاء)

اور اپنے بچپن کے حالات بیان فرماتے ہوئے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک روز میں اپنے رضاعی (یعنی دودھ شریک) بھائیوں کے ساتھ ایک وادی میں تھا کہ اچانک میری نگاہ تین شخصوں پر پڑی، ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا دوسرے کے ہاتھ میں زمرد (قیمتی پتھر) کا طشت تھا جو برف سے بھرا تھا پھر انہوں نے مجھے میرے ساتھیوں کے درمیان سے پکڑلیا، میرے سب ساتھی ڈر کر اپنے محلّہ کی جانب بھاگ گئے پھر ان میں سے ایک نے مجھے نرمی سے زمین پر لٹا دیا اور ایک نے میرے سینے کو جوڑوں کے پاس سے ناف تک چیرا، مجھے کسی قسم کا درد وغیرہ محسوس نہ ہوا پھر پیٹ کی رگوں کو نکالا اور برف سے اچھی طرح دھویا، پھر اپنی جگہ رکھ کر کھڑا ہوگیا، پھر دوسرے نے ہاتھ ڈال کر میرا دل نکالا، پھر اسے چیر کر اس میں سے ایک سیاہ نقطے کو نکال کر پھینک دیا اور کہا، یہ شیطان کا حصہ تھا پھر اسے اس چیز سے بھر دیا جو ان کے پاس تھی اس کے بعد اپنے دائیں بائیں کچھ مانگنے کیلئے ارشاد کیا اور اسے ایک نور کی انگوٹھی دی گئی، جس کی نورانیت سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں، اس نے انگوٹھی سے میرے دل پر مہر لگا دی اور میرا دل نبوت وحکمت کے نور سے لبریز ہوگیا، پھر دل کو اپنی جگہ پر رکھ دیا، میں اس مہر کی ٹھنڈک اب بھی اپنے جوڑوں اور رگوں میں پاتا ہوں، پھر انہوں نے سینے کے جوڑوں سے ناف تک ہاتھ پھیرا تو وہ شگاف مل گیا پھر مجھے آہستگی سے اٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہنے لگے اے اللہ عزوجل کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہ پوچھئے، اگر آپ جانتے کہ آپ کیلئے کیا کچھ خیر وخوبی ہے تو آپ کی آنکھیں روشن ہو جاتیں اور آپ خوش ہوتے اس کے بعد وہ، مجھے وہیں چھوڑ کر آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ (مدارج النبوت)

﴿۳﴾ معجزات بیان کرنا

یہ بھی اللہ عزوجل، مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی سنتِ مبارکہ ہے۔ چنانچہ معجزۂ معراج کو قرآن پاک میں ان الفاظ سے بیان فرمایا گیا ہے...... سبحان الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی لذی برکنا حولہ لنریہ من ایتنا ط پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم نے اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۱)

اور پیارے اسلامی بھائیو! ایک مقام پر کھڑے کھڑے ہزاروں میل دور کی چیزیں دیکھ لینا بھی ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔ اپنے اسی معجزے کا ذکر کرتے ہوئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مجھے (سفر معراج کی تفصیل ذکر کرنے کے بعد) قریش نے جھٹلایا (اور مجھ سے بیت المقدس کے بارے میں سوالات کئے) تو میں، حجر میں کھڑا ہو گیا (یعنی اس جگہ میں کہ جہاں سے پہلی مرتبہ میرے اوپر چڑھنے کی ابتداء ہوئی تھی) پس اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو ظاہر فرمادیا چنانچہ میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی علامات کے بارے میں قریش کو خبر دینا شروع ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزے کا ذکر ان الفاظ میں ادا فرماتے رہے کہ (غزوۂ خندق کے دن) میں اپنی زوجہ کے پاس آیا اور کہا تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر سخت بھوک کے آثار دیکھے ہیں (یہ سن کر) میری زوجہ نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع (ساڑھے چار سیر) کے قریب جو تھے اور ہمارے پاس فربہ ایک بکری کا بچہ بھی تھا، پس میں نے اسے ذبح کیا اور بیوی نے جو کا آٹا پیسا، میں گوشت بنا کر دیگچی میں چڑھا کر، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور میری زوجہ نے جو کا آٹا پیسا ہے آپ چند صحابہ کو لے کر میرے گھر تشریف لے چلیں (یہ عرض سن کر) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باآواز بلند فرمایا جابر نے کھانا تیار کیا ہے آؤ ان کے ہاں چلیں۔ پھر مجھ سے فرمایا میرے پہنچنے تک دیگچی کو چولہے سے نہ اتارنا اور گوندھے ہوئے آٹے کو یوں ہی رکھنا پھر آپ ایک ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کیساتھ تشریف لائے آپ نے آٹے اور دیگچی میں اپنا لعاب دہن اقدس ڈال دیا اور برکت کی دعا فرمائی اور میری زوجہ سے فرمایا کہ روٹی پکاؤ اور کسی ایک عورت کو اپنے ساتھ ملالو اور دیگچی سے گوشت نکالتی رہو مگر اس میں جھانک کر نہ دیکھنا خدا عزوجل کی قسم! ان ہزار آدمیوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور دیگچی میں بدستور گوشت، جوش مار رہا تھا اور آٹا بھی باقی تھا۔ (بخاری و مسلم)

﴿٤﴾ نعتیہ محافل قائم کرنا

نعتیہ محافل کا قیام بھی سنت مبارکہ ہے اور اس کا قائم کرنا خود مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے چنانچہ بخاری شریف میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے مسجد میں منبر رکھتے، جس پر وہ کھڑے ہوکر (اشعار کی صورت میں) رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے فخر کرنے میں (قریش پر) غالب ہوتے، یا (قریش کی طرف سے معاذ اللہ کی گئی ہجو کے جواب میں شانِ رسالت کا) دفاع کرتے اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے جب تک کہ یہ اللہ عزوجل کے رسول کی طرف سے فخر کرنے میں غالب ہوتے ہیں یا دفاع کرتے ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً ان اشعار کو سننے کیلئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی جلوہ افروز ہوتے ہونگے اگر آپ تھوڑا سا غور فرمائیں تو موجودہ نعتیہ محافل، اسی مدنی محفل کا عکس نظر آئیں گی۔ اسی طرح الوفاء باحوالِ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مذکور ہے کہ جب سواد بن قارب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسلام قبول کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو رحمت کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں چند نعتیہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے......

پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ربّ (عزوجل) نہیں اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام غیبوں اور رازوں پر اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اے باکرامت اور پاکیزہ اسلاف کی نسل کریم! آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام رسولوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قریب ترین وسیلہ ہیں لہٰذا اے سب رسولوں سے افضل و اکرم! جو احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر نازل ہوتے ہیں ہمیں ان کا حکم فرمائیے چاہے ان احکام کی شدتیں ہماری جوانی کو بڑھاپے ہی میں تبدیل کردیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دن میرے شفیع ہوجائیے گا کہ جس دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی سفارش سواد بن قارب کو فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔

سواد ابن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ ایمان افروز قصیدہ پڑھا اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے تو شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خوشی سے چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی انتہائی فرحت و مسرت کا اظہار فرمانے لگے۔

اس روایت سے بھی بخوبی معلوم ہوا کہ اجتماعی طور پر نعتیہ اشعار سننا ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے حصول برکت کیلئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نعتیہ رباعی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں......

واجمل منك لم ترقط عينى   واكمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرا من كل عيب   كانك قد خلقت كما تشاء

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ صاحب کمال کسی عورت نے جنا ہی نہیں، آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا کہ آپ ویسے ہی پیدا کئے گئے جیسے آپ چاہتے تھے۔

جاوید (مع رفقاء)......واہ......سبحان اللہ عزوجل! کتنے پیارے اشعار ہیں دل خوش ہوگئے۔

احمد رضا...... جی ہاں، بیشک۔ اس قسم کے اشعار بکثرت سننے چاہئیں الحمد للہ عزوجل! اس سے محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بے حد اضافہ ہوتا ہے۔اچھا چلیں اب اگلی چیز کے دلائل سنیں۔

﴿۵﴾ شربت دودھ پلاکر یا کھانا کھلاکر ایصال ثواب کرنا

اس کی اصل بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے چنانچہ ابوداؤد اور نسائی شریف میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری والدہ فوت ہوگئی ہیں (تو ان کے ایصال ثواب کیلئے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پانی۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور فرمایا، هذه لام سعدیه یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کسی کیلئے ایصال ثواب اور اس کا کوئی نام رکھنا دونوں فعل جائز ہیں، چنانچہ بارھویں شریف میں کھانے یا شربت وغیرہ کا ثواب اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا اور اس کا نام بارھویں شریف کی نیاز وغیرہ رکھ دینا بالکل جائز ہے۔

ضمناً عرض ہے کہ ہمارا بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایصال ثواب کرنا معاذ اللہ عزوجل اس لئے ہرگز نہیں کہ جناب احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی محتاجی وضرورت ہے، بلکہ اسے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ رحمت کے مستحق ہوجانے کیلئے ایک ذریعہ بنایا جاتا ہے، اس کو بالکل یوں ہی سمجھئے کہ جیسے کسی بادشاہ کی خدمت میں اس کی رعایا میں سے کوئی بہت ہی غریب آدمی، ایک حقیر سا تحفہ پیش کرے۔ اب یقیناً بادشاہ کو اس کے تحفے کی کوئی حاجت نہیں لیکن یہ بات یقینی ہے کہ بادشاہ اس کے جواب میں اپنی شان کے مطابق تحفہ ضرور عطا کرے گا۔

اور بہار شریعت میں درمختار، ردالمحتار اور فتاوٰی عالمگیری کے حوالے سے درج شدہ یہ مسئلہ یاد رکھنا بھی بے حد مفید رہے گا۔

مسئلہ...... رہا ثواب پہنچانا کہ جو کچھ عبادت کی اس کا ثواب فلاں کو پہنچے، اس میں کسی عبادت کی تخصیص نہیں، ہر عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقہ، حج، تلاوت قرآن، ذکر، زیارت قبور، فرض ونفل، سب کا ثواب زندہ یا مردہ کو پہنچا سکتے ہیں اور یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ فرض کا ثواب پہنچا دیا تو اپنے پاس کیا رہ گیا؟ کیونکہ ثواب پہنچانے سے اپنے پاس سے کچھ نہیں جاتا۔ اب اگلی چیز ہے......

﴿٦﴾ جھنڈوں وغیرہ سے اپنے گھر و گلی و محلہ و مسجد کو سجانا

آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھنڈے نصب کرنا اللہ عزوجل کی سنتِ کریمہ ہے۔ چنانچہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ولادتِ پاک کے واقعات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں، پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کی ایک ڈار میرے سامنے آئی، یہاں تک کہ میرا کمرا ان سے بھر گیا ان کی چونچیں زمرد کی اور ان کے بازو یاقوت کے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے میری نگاہوں سے پردہ اٹھایا حتیٰ کہ میں نے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا اور میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے ہیں جن میں سے ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک خانۂ کعبہ کے اوپر نصب ہے۔ (مدارج النبوت)

اسی طرح الخصائص الکبریٰ میں نقل کردہ ایک روایت میں ہے کہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ بوقتِ ولادت آپ نے کیا دیکھا؟ ارشاد فرمایا جب مجھے درد شروع ہوا تو میں نے ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنی اور ایسی آوازیں جیسے کچھ لوگ باتیں کر رہے ہوں پھر میں نے یاقوت کی لکڑی (یعنی ایسی لکڑی جس پر یاقوت جڑے ہوئے تھے) میں کمخواب (ایک قسم کا ریشمی کپڑا جو زَری کی تاروں کی آمیزش سے بنایا جاتا ہے) کا جھنڈا، زمین و آسمان کے درمیان نصب دیکھا۔ اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم میں جلوہ نمائی کے وقت پورے جہان کو سجا دینا بھی ربِّ کائنات عزوجل کی سنت مبارکہ ہے چنانچہ حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں پیدائش کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اور تمام فرشتے میرے سامنے حاضر ہو جائیں، چنانچہ فرشتے ایک دوسرے کو بشارتیں دیتے ہوئے حاضر ہونے لگے، دنیا کے پہاڑ بلند ہو گئے اور سمندر چڑھ گئے اور ان کی مخلوقات نے ایک دوسرے کو بشارتیں دیں۔ سورج کو اس دن عظیم روشنی عطا کی گئی اور اسکے کنارے پر فضا میں ستر ہزار حوریں کھڑی کر دی گئیں جو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی منتظر تھیں اور اس سال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کی خاطر اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام عورتوں کیلئے نرینہ اولاد مقرر فرمائی اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ کوئی درخت بغیر پھل کے نہ رہے اور جہاں بدامنی ہو وہاں امن ہو جائے۔ جب ولادتِ مبارکہ ہوئی تو تمام دنیا نور سے بھر گئی، فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور ہر آسمان میں زبرجد (ایک خاص قسم کا زمرد) اور یاقوت کے ستون بنائے گئے جن سے آسمان روشن ہو گئے ان ستونوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ معراج دیکھا تو عرض کی گئی کہ یہ ستون آپ کی ولادتِ مبارکہ کی خوشی میں بنائے گئے تھے اور جس رات آپ کی ولادت مبارکہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کنارے مشک وغیرہ کے ستر ہزار درخت پیدا فرمائے اور ان کے پھلوں کو اہلِ جنت کی خوشبو قرار دیا۔ اور شبِ ولادت تمام آسمان والوں نے سلامتی کی دعائیں مانگیں۔ (الخصائص الکبریٰ)

اسی طرح مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حدیثوں میں آیا ہے کہ شبِ میلادِ مبارک کو عالم ملکوت (یعنی فرشتوں کی دنیا) میں نداء کی گئی کہ سارے جہاں کو انوارِ قدس سے منور کردو اور زمین و آسمان کے تمام فرشتے خوشی و مسرت میں جھوم اٹھے اور داروغۂ جنت کو حکم ہوا کہ فردوسِ اعلیٰ کو کھول دے اور سارے جہان کو خوشبوؤں سے معطر کردے (پھر فرماتے ہیں) مروی ہے اس رات کی صبح کو تمام بت اوندھے پائے گئے، شیاطین کا آسمان پر چڑھنا ممنوع قرار دیا گیا اور دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت الٹ دیئے گئے اور اس رات ہر گھر روشن و منور ہوا اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو انوار سے جگمگا نہ رہی ہو اور کوئی جانور ایسا نہ تھا جس کو قوت گویائی نہ دی گئی اور اس نے بشارت نہ دی ہو، مشرق کے پرندوں نے مغرب کے پرندوں کو خوشخبریاں دیں...... سبحان اللہ عزوجل...... اب اس کے بعد ہے۔

﴿۷﴾ آپس میں مبارکباد و خوشخبری دینا

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں جلوہ گری کے وقت آپس میں مبارکباد دینا اور خوشخبریاں سنانا اور بشارتیں دینا فرشتوں کی سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ ابھی تھوڑی دیر پہلے پیش کردہ حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے ان الفاظ پر غور فرمایئے جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں پیدائش کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تمام فرشتے میرے سامنے حاضر ہو جائیں چنانچہ فرشتے ایک دوسرے کو بشارتیں دیتے ہوئے حاضر ہونے لگے اور اسی روایت میں آگے ہے کہ جب ولادت مبارکہ ہوئی تو تمام دنیا نور سے بھر گئی اور فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور ابھی مدارج النبوت کی روایت میں بیان ہوا کہ اور کوئی جانور ایسا نہ تھا جس کو قوت گویائی نہ دی گئی ہو اور اس نے بشارت نہ دی ہو، مشرق کے پرندوں نے مغرب کے پرندوں کو خوشخبریاں دی۔

پیارے اسلامی بھائیو! پیش کردہ روایات کے ان حصوں پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالنا کچھ زیادہ دشوار نہیں کہ آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مبارکباد دینا اور آپس میں بشارت وخوشخبری سنانا، اللہ تعالیٰ کو محبوب ومطلوب ہے کیونکہ فرشتوں اور جانوروں کی زبان پر ان کلمات کا جاری ہونا یقیناً اللہ عزوجل کی طرف سے کئے گئے الہام کی وجہ سے تھا۔

اب باری ہے بوقتِ ولادت قیام کی۔

﴿۸﴾ بوقتِ ولادت قیام

کھڑے ہو کر استقبالِ محبوب باری تعالیٰ کرنا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کی سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جاء الحق میں تحریر فرماتے ہیں مواہب لدنیہ اور مدارج النبوت وغیرہ میں ذکر ولادت میں ہے کہ شب ولادت ملائکہ نے آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کیا، ہاں ازلی راندہ ہوا (یعنی ہمیشہ دھتکارا ہوا) شیطان، رنج وغم میں بھاگا بھاگا پھرا، اس سے معلوم ہوا کہ میلاد سنت ملائکہ بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت پیدائش کھڑا ہونا ملائکہ کا کام ہے اور بھاگا بھاگا پھرنا، شیطان کا فعل۔ اب لوگوں کو اختیار ہے چاہیں تو میلاد پاک کے ذکر کے وقت ملائکہ کے فعل پر عمل کریں یا شیطان کے۔

اور بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وقتِ ولادت کے واقعات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں پھر میں نے نور کا ایک بلند مینار دیکھا اس کے بعد اپنے پاس بلند قامت والی عورتیں دیکھیں، جن کا قد عبد مناف کی لڑکیوں کی مانند، کھجور کے درختوں کی طرح تھا، میں نے ان کے آنے پر تعجب کیا۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا میں آسیہ، فرعون کی بیوی ہوں (آپ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں تھیں) دوسری نے کہا میں مریم بنت عمران ہوں اور یہ عورتیں حوریں ہیں۔ پھر میرا حال بہت سخت ہوگیا اور ہر گھڑی عظیم سے عظیم تر آوازیں سنتی، جن سے خوف محسوس ہوتا۔ اسی حالت کے دوران میں نے دیکھا کہ زمین آسمان کے درمیان بہت سے لوگ کھڑے ہیں جن کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں۔ (مدارج النبوت)

اور ماقبل روایت میں عرض کیا جاچکا ہے کہ سورج کو اس دن عظیم روشنی دی گئی اور اس کے کنارے پر فضا میں ستر حوریں کھڑی کردی گئیں جو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منتظر تھیں اب اس کے بعد روزہ رکھنے کی دلیل پیش خدمت ہے۔

﴿۹﴾ روزہ رکھنا

بروزِ ولادت روزہ رکھنا محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن کے روزے کا سبب دریافت کیا گیا (یعنی پوچھا گیا کہ آپ خاص طور پیر کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام کیوں فرماتے ہیں) تو آپ نے ارشاد فرمایا، اسی میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

﴿۱۰﴾ عیدی تقسیم کرنا

یومِ ولادت عیدی تقسیم کرنا ہمارے اللہ عزوجل کی سنت کریمہ ہے پہلے عیدی کا مطلب جان لیجئے کہ لغوی اعتبار سے عید کے انعام کو عیدی کہتے ہیں اب اس پر بطور دلیل میں، آپ کو وہی روایت یاد دلاؤں گا کہ جو گھر وغیرہ کو سجانے کے بارے میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی اور حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی تھی اس روایت کے یہ جملے یاد کیجئے:۔

(۱) دنیا کے پہاڑ بلند ہوگئے (۲) سورج کو اس دن عظیم روشنی عطا کی گئی (۳) دنیا کی تمام عورتوں کیلئے نرینہ اولاد مقرر فرمائی (۴) حکم فرمایا کہ کوئی درخت بغیر پھل کے نہ رہے (۵) جہاں بدامنی ہے وہاں امن ہو جائے (۶) تمام دنیا نور سے بھر گئی (۷) آسمان روشن ہوگئے (۸) حوض کوثر کے کنارے مشک وعنبر کے ستر ہزار درخت پیدا فرمائے اور ان کے پھلوں کو اہل جنت کی خوشبو قرار دیا۔

اب دیکھتے جایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی میں بطور عیدی کیا کیا چیزیں تقسیم فرمائیں چنانچہ پہاڑوں کو بلندی، سورج کی عظیم روشنی، عورتوں کو نرینہ اولاد درختوں، کو پھل، دنیا والوں کو امن ونور، آسمان کو روشنی اور اہل جنت کیلئے خوشبو کا تحفہ تقسیم ہوا۔

اور مدارج النبوت میں منقول روایت میں ہے قریش کا یہ حال تھا کہ وہ شدید قحط اور عظیم تنگی میں مبتلا تھے چنانچہ تمام درخت خشک اور تمام جانور نحیف و لاغر ہو گئے تھے پھر (مولود پاک کی برکت سے) اللہ تعالیٰ نے بارش بھیجی، جہاں بھر کو سرسبز و شاداب کیا، درختوں میں تازگی آ گئی، خوشی ومسرت کی ایسی لہر دوڑی کہ قریش نے اس سال کا نام سنۃ الفتح والا ابتہاج (یعنی روزی اور خوشی کا سال) رکھا۔

اس روایت سے بارش، سرسبز وشادابی، درختوں میں تازگی اور خوشی ومسرت کی عیدی کی تقسیم کا ثبوت ملا۔

اور اب آخر میں جلوس نکالنے کی اصل بھی پیش خدمت ہے۔

﴿۱۱﴾ جلوس نکالنا

جلوس نکالنے کے بارے میں اصل، مدارج النبوت میں درج شدہ یہ روایت ہے کہ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ جب مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کے گردونواح میں پہنچے تو بریدہ اسلمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے قبیلے کے ستر لوگوں کے ساتھ، انعام کے لالچ میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کیلئے حاضر ہوئے، لیکن کچھ گفتگو کے بعد آپ نے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ کون ہیں؟ فرمایا، میں محمد بن عبداللہ، اللہ کا رسول ہوں۔ آپ نے جیسے ہی نام اقدس سنا تو دل کی کیفیات بدل گئیں اور اسلام قبول فرمالیا، آپ کیساتھ تمام ساتھیوں نے بھی اس سعادت کو حاصل کیا پھر آپ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہوتے ہی وقت آپ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے سر سے عمامہ اتارا اور اسے نیزے پر باندھ لیا اور (بحثیت خادم) سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے آگے چلنے لگے۔

پیارے اسلامی بھائیو! چشمِ تصور سے اس منظر کو دیکھئے کہ آگے آگے جھنڈے سمیت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، پھر مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ حضرات کے پیچھے ستر صحابۂ کرام علیہم الرضوان ہیں اور اب ذرا موجودہ دور میں نکلنے والے جلوس کا تصور ذہن میں لیکر آئیں، آپ کو ان دونوں میں مشابہت کا محسوس کرنا، بے حد آسان معلوم ہوگا۔

پیارے اسلامی بھائیو! اس تمام تفصیل سے آپ نے بخوبی جان لیا ہوگا کہ آج کل جس مروجہ طریقے سے بارھویں شریف کا انعقاد کیا جاتا ہے، اس کی کوئی نہ کوئی اصل، زمانۂ گزشتہ میں ضرور موجود رہی ہے۔

اب رہی دوسری چیز کہ **باقاعدہ مخصوص دنوں میں اس کا اہتمام کرنا** تو یہ حقیقت ہے کہ ولادت پاک پر جشن منانے کا باقاعدہ اہتمام نہ تو زمانۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تھا اور نہ ہی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان رائج تھا بلکہ اس کی ابتداء بعد کے زمانے میں ہوئی جیسا کہ حضرت علامہ شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحدیث نعمت میں فرماتے ہیں بتلانا یہ ہے کہ عرس اور مولود کا ایسا مسئلہ نہیں جو اس زمانے کی پیداوار ہو بلکہ تقریباً آٹھ سو سال سے متقدمین (یعنی پہلے زمانے کے لوگ) مولود شریف کے جواز (یعنی جائز ہونے) اور استحباب (یعنی پسندیدہ ہونے) پر متفق ہیں تو اس کی بدعت (بدعت سے مراد سیئہ ہے۔ تفصیل اِن شاءَ اللہ عزوجل آگے آرہی ہے) و حرام کہنا ان ہزارہا جلیل القدر حضرات پر طعن کرنا ہے جو گناہ عظیم ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس گناہ سے محفوظ رکھے، رہا یہ خدشہ کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں ایسی مجالس نہیں ہوتی تھیں تو پھر ایسی مجالس کی ترویج کیوں کی گئی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے افعال کیلئے ضرورتیں مجبور کرتی ہیں، جس طرح قرآن کی عبارت پر اعراب نہ تھے، جب یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ عجمی لوگ (غیر عرب) اسے کیسے پڑھیں گے، تو اعراب لگائے گئے۔

احادیث نہ لکھی جاتی تھیں (یعنی باقاعدہ اہتمام کے ساتھ کتابی شکل میں) بلکہ لکھنے کی ممانعت تھی لیکن جب یہ دیکھا کہ اب لوگوں کے حافظے ضعیف ہوگئے تو احادیث لکھی گئیں، اسی طرح بکثرت ایسی چیز پائیں گے جن کا وجود قرن اول (یعنی پہلے زمانے) میں نہ تھا، بعد میں بضرورت نکالی گئیں یہی حال اس کا سمجھئے، پہلے زمانے میں شوق تھا اور لوگ، علماء کی مجالس میں جا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل ومناقب اور آپ کی ولادت کے واقعات سن کر اپنے ایمان کو تازہ کرتے اور آپ کے ساتھ محبت کو ترقی دیتے تھے جو مولیٰ تعالیٰ کو مطلوب تھا، لیکن جب یہ دیکھا کہ مسلمانوں کے اس شوق میں کمی آ گئی، حالانکہ اس کی سخت ضرورت ہے تو اس کو دیکھتے ہوئے سب سے پہلے اس کار خیر کی ابتداء شہر موصل میں حضرت عمرو بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی جو کہ اکابر علماء میں سے تھے جیسا کہ ابو شامہ نے لکھا ہے، اس کے بعد بادشاہوں میں سے اول بادشاہ ابوسعید مظفر نے مولود شریف تخصیص وتعین کے ساتھ اس شان کے ساتھ کیا کہ اکابرین علماء وصوفیاء کرام اس محفل میں بلانکیر (بغیر کسی انکار کے) شریک ہوتے تھے تو گویا تمام اکابرین کا جواز واستحباب پر اتفاق ہوگیا تھا۔

یہ بادشاہ ہر سال ربیع الاوّل شریف میں تین لاکھ اشرفیاں (یعنی سونے کے سکے) لگا کر یہ محفل کیا کرتا تھا۔ اس کے زمانے میں ایک عالم حافظ ابوالخطاب بن وجیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، جن کے علم کی علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصانیف میں بڑی تعریف کی ہے، انہوں نے سلطان ابوسعید کیلئے بیان مولود شریف میں ایک کتاب کتاب التنویر فی مولد سراج المنیر تصنیف کی، جس کو خود ہی سلطان کے سامنے پڑھا، سلطان بڑا خوش ہوا اور آپ کو ہزار اشرفی انعام میں دی، اس کے بعد تو دنیا کے تمام اطراف و بلاد (یعنی شہروں قصبوں) میں ماہ ربیع الاوّل میں مولود شریف کی محفلیں ہونے لگیں، جس کی برکت سے مولائے کریم کا فضل عمیم (یعنی کامل فضل) ظاہر ہونے لگا۔

پیارے اسلامی بھائیو! بیان کردہ تفصیل سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ بارھویں شریف کا باقاعدہ اہتمام، زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کافی عرصہ بعد شروع ہوا لہٰذا اس اعتبار سے تسلیم کیا جائے گا کہ یہ بدعت ہے۔ لیکن اس کے بدعت ثابت ہوتے ہی اس پر حرام وگمراہی کا فتویٰ لگانا درست ہے یا نہیں؟ اس کا درست فیصلہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ پہلے ہم بدعت کے شرعی معنی، اس کی اقسام اور پھر اقسام میں سے ہر قسم کا حکم معلوم کریں اور پھر دیکھیں کہ موجودہ مروجہ بارھویں شریف کا انعقاد، بدعت کی کس قسم میں داخل ہے۔ چنانچہ اب میں آپ کی خدمت میں یہ تمام ضروری تفصیل بہت آسان الفاظ میں عرض کرتا ہوں، حسب سابق اسے بھی بغور سماعت فرمائیے، سب سے پہلے بدعت کے شرعی معنی حاضر خدمت ہیں۔

بدعت کے شرعی معنی

ہر وہ چیز جو سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہء مبارکہ کے بعد ایجاد ہوئی بدعت ہے، یہ عام ہے کہ وہ چیز دینی ہو یا دنیاوی، اس کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے۔

دلیل.......اس تعریف پر دلیل رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالیشان ہے......

کل محدثة بدعة (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

یعنی ہر نئی ایجاد کی ہوئی چیز بدعت ہے۔

یہ بھی خیال رکھئے گا کہ بدعت کہ تعریف میں زمانہٴ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قید لگائی گئی ہے، چنانچہ صحابہٴ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہٴ پاکیزہ میں ایجاد شدہ نئے کام کو بھی بدعت ہی کہا جائے گا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ جب رمضان المبارک میں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو تراویح کی ادائیگی کیلئے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جمع فرمایا اور تشریف لاکر لوگوں کو جماعت سے نماز ادا کرتے دیکھا تو ارشاد فرمایا، نعم البدعة هذه یہ (بڑی جماعت) اچھی بدعت ہے۔ چونکہ زمانہٴ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بیس رکعت تراویح باقاعدہ جماعت کے ساتھ نہ ہوتی تھیں بلکہ آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کا انتظام فرمایا، لہٰذا اسے بدعت سے تعبیر فرمایا اور اس طرح دو مسئلے بخوبی ثابت ہو گئے:۔

(۱) صحابہٴ کرام علیہم الرضوان کے زمانہٴ مبارکہ میں نیا پیدا شدہ کام بھی بدعت ہی کہلائے گا اگرچہ عرفاً اسے سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا ہے۔

(۲) ہر بدعت حرام و گمراہی نہیں، ورنہ معاذ اللہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حرام کام کرنا اور بقیہ صحابہٴ کرام علیہم الرضوان کا اس پر اتفاق کر کے گناہ میں تعاون کرنا ثابت ماننا پڑے گا حالانکہ یہ ناممکنات میں سے ہے۔ بدعت کی شرعی تعریف جاننے کے بعد اب اس کی اقسام کے بارے میں بھی سماعت فرمایئے کہ اس کی ابتداء دو قسمیں ہیں: (۱) بدعت اعتقادی (۲) بدعت عملی۔

(۱) بدعت اعتقادی

اس سے مراد برے عقائد ہیں جو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ایجاد ہوئے مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یا ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں بلکہ کوئی اور نبی اب بھی آ سکتا ہے یا بے عیب و بے مثال آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم مثل ممکن ہے یا ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں یا شیطان وملک الموت علیہ السلام کا علم سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک سے زیادہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

دلیل...... اس قسم کیلئے دلیل مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالیشان ہے:

من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهورد (بخاری ومسلم)

جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات نئی ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ باطل ومردود ہے۔

یہاں نئی بات سے مراد نئے عقیدے ہیں۔

(۲) بدعت عملی

وہ نیا کام جو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک کے بعد پیدا ہوا، چاہے وہ کام دینی ہو یا دنیاوی پھر اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) بدعت حسنہ (۲) بدعت سیئہ

(۱) **بدعت حسنہ** ...... ہر وہ نیا کام جو نہ تو خلاف سنت ہو اور نہ ہی کسی سنت کے مٹانے کا سبب بنے۔

(۲) **بدعت سیئہ** ...... ہر وہ نیا کام جو کسی سنت کے خلاف ہو یا کسی سنت کے مٹانے کا سبب بن جائے۔

ان دو قسموں کی دلیل...... ان پر دلیل ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالیشان ہے جو اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے تو اس کیلئے اپنے عمل کا اور جو اس کے بعد اس پر عامل ہوں گے ان سب کے اعمال کا ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے اجر میں سے کچھ کمی ہو اور اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کرے تو اس پر اپنی بدعملی کا اور ان سب کی بداعمالیوں کا گناہ ہے کہ جو اسکے بعد اس پر عامل ہونگے بغیر اسکے کہ ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی ہو۔ (مسلم شریف)

اب آخر میں یاد رکھئے کہ بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی بھی مزید کچھ قسمیں ہیں۔

چنانچہ بدعت حسنہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) بدعت مباحہ (۲) بدعت مستحبہ (۳) بدعت واجبہ

اور بدعت سیئہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) بدعت مکروہہ (۲) بدعت محرمہ

اب بالترتیب ان سب کی تعریفیں اور مثالیں بھی سماعت فرمالیں۔

(۱) **بدعت مباحہ** ...... ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور بغیر کسی نیت خیر کے کیا جائے جیسے جائز طریقوں کیساتھ پاکستان کا یوم آزادی منانا، نئے نئے کھانے مثلاً بریانی، کوفتے، زردہ وغیرہ۔

(۲) **بدعت مستحبہ** ...... ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور کسی نیت خیر کیساتھ کیا جائے۔ مثلاً اسپیکر میں اذان دینا بارھویں شریف اور بزرگانِ دین کے اعراس کی محافل قائم کرنا وغیرہ۔

(۳) **بدعت واجبہ** ...... ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو یا وہ نیا کام جو کسی فرض یا واجب کو پورا کرنے یا اسے تقویت دینے والا ہو جیسے قرآن مجید پر اعراب لگانا، علم صرف ونحو پڑھنا اور دینی مدارس قائم کرنا وغیرہ۔

(٤) **بدعت مکروھہ** ...... وہ نیا کام جو سنت کے مخالف ہو اب اگر کسی سنت غیر مؤکدہ (وہ سنت ہے کہ جس کے ترک کو شریعت ناپسند رکھے لیکن یہ ناپسندیدگی اس حد تک نہ ہو کہ ترک پر وعید عذاب بیان کی گئی ہو) کے مخالف ہو تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے (سنتِ غیر مؤکدہ کے مخالف عمل کو کہتے ہیں) اور اگر سنت مؤکدہ (وہ سنت کہ جسے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیان جواز کیلئے کبھی ترک بھی فرمایا ہو، یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی مگر جانب ترک بالکل بند نہ فرمائی) چھوٹی تو یہ بدعتِ اِساءَت (سنتِ مؤکدہ کے مخالف عمل کو کہتے ہیں) مثلاً سلام کے بجائے ہائے ہیلو سے کلام کی ابتداء کرنا، عادۃً ننگے سر رہنا وغیرہ۔

(٥) **بدعت محرمہ** ...... وہ نیا کام جو کسی فرض یا واجب کے مخالف ہو جیسے داڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے چھوٹی رکھنا وغیرہ۔

ان سب پر دلیل ...... ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں بدعت یا تو واجب ہے جیسے علم نحو کو سیکھنا اور اصول فقہ کا جمع کرنا اور یا محرمہ ہے جیسے جبریہ مذہب (اس فرقہ کا اعتقاد ہے کہ انسان کو اپنے اعمال وافعال پر کوئی اختیار نہیں ہے) اور یا مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا ایجاد کرنا اور ہر وہ اچھی بات جو پہلے زمانے میں نہ تھی اور جیسے عام جماعت سے تراویح پڑھنا اور یا مکروہہ ہے جیسے مسجدوں کو فخریہ زینت دینا یا مباحہ فجر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور عمدہ کھانوں اور مشروبات میں وسعت کرنا۔

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوتا ہے کہ اس تفصیل کی بناء پر سب کچھ ذہن میں گڈ مڈ ہو گیا ہے، چلیں میں آپ کے سامنے مختصراً ان تقسیمات کا خلاصہ عرض کر دیتا ہوں۔

یاد رکھیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں: (۱) بدعت اعتقادی (۲) بدعت عملی

پھر بدعت عملی کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) بدعت مباحہ (۲) بدعت مستحبہ (۳) بدعت واجبہ (٤) بدعت مکروہہ (٥) بدعت محرمہ

اب خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان (کل بدعۃ ضلالۃ) سے مراد یا تو بدعت اعتقادی ہے اور یا پھر بدعت مکروہہ اور بدعت محرمہ اور اب جب کہ بدعت کی تمام اقسام اور ان کا حکم بالکل واضح ہو گیا تو یہ فیصلہ کرنا کچھ بھی دشوار نہ رہا کہ بارھویں شریف کا انعقاد، بدعت مستحبہ ہونے کی وجہ سے سعادت مندی اور باعث اجر وثواب ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ان تمام دلائل کے علاوہ ایک اور دلیل سے بھی بارھویں شریف کے جواز کو ثابت کرنا ممکن ہے اس کی تفصیل یہ کہ یہ ضابطہ ہمیشہ ذہن میں رکھئے کہ کسی چیز کو جائز قرار دینے کیلئے دلیل درکار نہیں ہوتی بلکہ ناجائز ثابت کرنے کیلئے دلیل کا مطالبہ کیا جاتا ہے کیونکہ تمام چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح (جس چیز کا کرنا نہ کرنا برابر ہو یعنی نہ تو کرنے پر ثواب ہے اور نہ ہی چھوڑ دینے پر کوئی گناہ ہے) ہیں جیسا کہ ردالمحتار میں ہے **المختار ان الاصل لاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية جمهورا حناف و شوافع** کے نزدیک مختار مذہب یہ ہے کہ (تمام چیزوں میں) اصل، مباح ہونا ہے چنانچہ اب اگر ہم کسی چیز کو ناجائز وحرام کہنا چاہیں تو پہلے ہمیں قرآن وحدیث سے اس کی ممانعت پر دلیل پیش کرنا لازم ہوگا مثلاً اگر کوئی پوچھے کہ آپ شراب پینے، جوا کھیلنے، محرمات سے نکاح کرنے، مردار و کتے بلی حشرات الارض وغیرہ کھانے کو ناجائز وحرام کیوں کہتے ہیں؟ تو یقیناً یہی جواب دیا جائے گا کہ، ان سب کو قرآن وحدیث میں منع کیا گیا ہے۔

اب جو بدبخت معاذ اللہ اپنے نبی علیہ السلام کی خوشی منانے کو ناجائز وحرام کہے تو ضابطے کے مطابق اس سے مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ اچھا اگر واقعی ایسا ہے تو قرآن وحدیث سے اس کی ممانعت کی دلیل پیش کیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ اِن شاءَ اللہ عزوجل قیامت تک ممانعت پر دلیل لانے سے عاجز رہے گا اور اس کا عاجز آجانا ہی اس بات کی دلیل ہوگا کہ مولودِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جشن منانا بالکل جائز و مستحسن ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کو یہ ناپاک جملے زبان سے نکالنے سے ڈرنا چاہئے کیونکہ ان کا یہ فعل اللہ عزوجل کی سخت گرفت کا باعث بن سکتا ہے انہیں چاہئے کہ خوب ٹھنڈے دل کیساتھ ان آیات پر غور کریں اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے،

یایها الذین امنو لا تحرموا طیبت ما احل اللّٰه لکم ولا تعتدوا ط ان اللّٰه لا یحب المعتدین

اے ایمان والو! حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ (عزوجل) نے تمہارے لئے حلال کیں
اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ (تعالیٰ) کو ناپسند ہیں۔

اور ارشاد فرمایا......

قل اریء یتم ما انزل اللّٰه لکم من رزق فجعلتم منه حراما و حلٰلا قل اللّٰه اذن لکم ام علی اللّٰه تفترون

تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ (عزوجل) نے تمہارے لئے رزق اتارا، اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام وحلال ٹھہرا لیا،
تم فرماؤ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ (عزوجل) پر جھوٹ باندھتے ہو۔ (پارہ ۱۱، سورہ یونس، آیت ۵۹)

تفسیر خزائن العرفان میں اسی آیت پاک کے تحت ہے اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حلال یا حرام کرنا ممنوع اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے آج کل بیشمار لوگ اس میں مبتلا ہیں کہ ممنوعات کو حلال کہتے ہیں اور مباحات کو حرام۔ بعض سود، تصویروں، کھیل تماشوں، عورتوں کی بے پردگیوں، بھوک ہڑتال جو خود کشی ہے، کو حلال ٹھہراتے ہیں اور بعض حلال کو حرام ٹھہرانے پر مصر ہیں جیسے محفل میلاد، فاتحہ، گیارھویں شریف وغیرہ اسی کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا بتایا اور انہیں یہ حدیث پاک بھی خوب اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گھی، پنیر اور پوستین کے بارے میں سوال کیا گیا (کہ ان کا استعمال ہمارے لئے جائز ہے یا نہیں) تو آپ نے ارشاد فرمایا حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کیا، اور جس چیز کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی تو وہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جنہیں معاف فرمایا گیا۔ (ترمذی)

اس تمام بحث و تفصیل کا نتیجہ بھی یہی نکلا کہ چونکہ بارھویں شریف کی ممانعت نہ تو قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے چنانچہ یہ بالکل جائز و مستحب و باعث حصول برکات و بلندئ درجات ہے۔

جاوید...... اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے کہ آپ کے دلائل سے ہمارے دلوں میں موجود تمام سوالوں کا جواب حاصل ہو گیا اور مجھ سمیت میرے ان تمام دوستوں میں سے کسی کو بھی میلاد شریف کے جائز ہونے کے بارے میں اب کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں۔

باقی دوست...... جی ہاں بالکل، یہی بات ہے۔

جاوید...... اگر آپ محسوس نہ فرمائیں تو چند مزید سوالات کے جوابات بھی عنایت فرما دیجئے، یہ ایسے سوالات ہیں کہ جو میلادِ پاک کو جائز ماننے کے بعد بھی ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔

احمد رضا...... ہاں ہاں ضرور پوچھئے۔ اگر مجھے معلوم ہوا تو اِن شاء اللہ عزوجل ان کے جوابات بھی ضرور عرض کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

جاوید...... بہت بہت شکریہ، اگلا سوال یہ ہے:۔

سوال...... اس پر کیا دلیل ہے کہ میلادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خوشیاں منانا، اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کا سبب ہے؟

احمد رضا...... موقع میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی خوشی کا اندازہ اس عبارت سے لگائیے کہ جسے شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ماثبت من السنۃ میں نقل فرمایا ہے، تحریر فرماتے ہیں، ابولہب نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو اس صلے میں آزاد کردیا تھا کہ اس نے (یعنی ثوبیہ) نے اسے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کی خبر دی تھی تو ابولہب کے مرنے کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا، پوچھا کہ کہو کیا حال ہے؟ بولا، آگ میں ہوں البتہ اتنا کرم ہے کہ ہر پیر کی رات مجھ پر تخفیف کردی جاتی ہے اور اشارے سے بتایا کہ اپنی دو انگلیوں سے پانی چوس لیتا ہوں اور یہ عنایت مجھ پر اس وجہ سے ہے کہ مجھے ثوبیہ نے بھتیجے (یعنی نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی پیدائش کی خبر دی تھی تو اس بشارت کی خوشی میں، میں نے اسے دو انگلیوں کے اشارے سے آزاد کردیا تھا اور پھر اس نے اسے دودھ پلایا تھا۔ (خواب والا واقعہ بخاری شریف میں بھی موجود ہے)

(عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ) اس پر علامہ جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے کہ اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کی رات خوش ہونے پر دوزخ میں بھی بدلہ دیا جا رہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ان لوگوں کے حال کا کیا پوچھنا جو آپ کی پیدائش کے بیان سے خوش ہوتے ہیں اور جس قدر بھی طاقت ہوتی ہے ان کی محبت میں خرچ کرتے ہیں، مجھے اپنی عمر کی قسم! کہ ان کی جزاء خدائے کریم کی طرف سے یہی ہوگی کہ ان کو اپنے فضل عمیم (یعنی فضل کامل) سے جنات نعیم (آرام و نعمت کے باغات یعنی جنت) میں داخل فرمائے گا۔

اور مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی و مسرت کیلئے یہ روایت سنئے کہ جسے علامہ شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصرفات محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نقل فرمایا ہے کہ آپ لکھتے ہیں علامہ زرقانی نے بحوالہ تنویر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ (یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے گھر میں اپنے اہل و عیال اور چند افراد قوم کو جمع کرکے ان کے سامنے ولادت کے واقعات و حالات بیان فرما رہے تھے اور حمد الٰہی عزوجل اور درود و سلام میں مصروف تھے کہ اچانک سرورِ دو جہاں، شفیع مجرماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ کا یہ حال ملاحظہ فرما کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا، حلت لکم شفاعتی تمہارے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی (یعنی لازم ہوگئی) (مظہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے بعد فرماتے ہیں) سبحان اللہ عزوجل! وہ لوگ کیسے خوش قسمت ہیں جو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کی مجالس منعقد کرکے اپنی بخشش کا سامان کرتے ہیں۔

اور انفاس العارفین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے والد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر سال بارھویں شریف کے میلاد شریف میں طعام اور شیرنی تقسیم کرتا تھا مگر ایک سال کچھ تنگ دستی ہوگئی تو میں نے بھنے ہوئے چنوں پر ہی فاتحہ دے کر میلاد شریف میں تقسیم کر دیئے میں نے خواب میں رحمت کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی، دیکھا کہ وہی چنے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ خوش ہو رہے ہیں۔

اور **پیارے اسلامی بھائیو!** اگر عقلی طور پر بھی دیکھا جائے تو با آسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ فعل، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوش کرنے والا ہے، وہ اس طرح کہ بارھویں شریف کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہے اور ہمارا اس پر خوب خوشیاں منانا اس بات کی علامت ہیکہ ہمیں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم میں رونق افروز ہونے سے خوشی و مسرت حاصل ہوئی ہے اور یہ فطری تقاضا ہے کہ جس چیز کو ہم سے نسبت ہو اس پر کسی کا خوشی کا اظہار کرنا ہمیں خوش کر دیتا ہے بس اسی طرح مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی بارھویں شریف پر خوشی منانا آپ کو خوش کر دیتا ہے اور چونکہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ربّ عزوجل کے حبیب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشی اپنے حبیب کی خوشی میں پوشیدہ ہے چنانچہ جب حبیب باری تعالیٰ خوش ہوگئے تو باری تعالیٰ بھی ضرور ضرور خوش ہوگا۔

جاوید...... بالکل درست، اب ایک اور سوال۔

سوال...... ان اعمال پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوش ہونا تو اس صورت میں ممکن ہے کہ جب آپ کو ان تمام کاموں کی خبر ہو، تو اس پر کیا دلیل ہے کہ آپ ہمارے تمام افعال و اعمال پر واقف ہیں؟

احمد رضا...... یقیناً ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کا کون امتی، کس طرح خوشی کا اظہار کر رہا ہے۔

اس پر دلیل وہ حدیث پاک ہے جسے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **احکام شریعت** میں نقل فرمایا ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر پیر اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعے کو، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی صفائی اور تابش بڑھ جاتی ہے تو اللہ عزوجل سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ۔ (اروا الامام الحکیم عن والد عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بلکہ اچھی طرح یاد رکھئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعمال امت پر واقف ہونا، فقط اعمال ناموں کے خدمت اقدس میں پیش کئے جانے پر موقوف نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کے فضل و کرم سے آپ بذات خود براہ راست اپنی پوری اُمت کے اعمال کا مشاہدہ فرمانے پر قادر ہیں، کائنات کی کوئی بھی شے آپ پر مخفی نہیں۔

جاوید...... بعد وفات آپ ہمیں کس طرح دیکھ سکتے ہیں؟

احمد رضا...... شاید آپ کو یاد نہیں رہا، ابھی کچھ دیر پہلے میں نے ایک حدیث پاک بیان کی تھی کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ (ابن ماجہ)

جاوید...... اچھا اس پر کیا دلیل ہے کہ آپ اتنے طویل فاصلے سے ہمیں دیکھ سکتے ہیں؟

احمد رضا...... اس پر بیشمار دلیلیں موجود ہیں۔ تنگیٔ وقت کی بناء پر دو دلیلیں پیش کرتا ہوں:۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی، پھر فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم نے (حالت نماز میں) دیکھا کہ آپ نے اپنی اس جگہ میں کچھ لیا (یعنی دوران نماز ہاتھ آسمان کی طرف بڑھا کر کسی چیز کو پکڑنے کا ارادہ فرمایا) پھر دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے (یعنی ان دونوں افعال کی کیا وجہ تھی؟) (رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے ارشاد) فرمایا میں نے جنت ملاحظہ کی تو اس سے ایک خوشہ لینا چاہا، اگر لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے (کیونکہ جنت کی نعمتوں میں فنا نہیں ہے) اور میں نے آگ (یعنی دوزخ) دیکھی تو آج کی طرح گھبراہٹ والا منظر کبھی نہ دیکھا، میں نے اس میں عورتوں کی تعداد زیادہ دیکھی۔ (مسلم شریف)

پیارے اسلامی بھائیو! یہ ایک طویل حدیث پاک ہے لیکن میں نے ضرورتاً کچھ مختصر کر کے بیان کی ہے اگر آپ غور فرمائیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بینائی میں بے حد وسعت عطا کی گئی ہے چنانچہ چاہیں تو ساتوں آسمانوں کے اوپر اور کروڑوں میل دور واقع جنت کو دنیا میں کھڑے کھڑے نہ صرف ملاحظہ فرمالیں بلکہ ایسے قادر و مختار ہیں کہ اگر چاہیں تو ہاتھ بڑھا کر اس کی نعمتیں بھی حاصل کر سکتے ہیں اور جب یہ دونوں چیزیں آپ کیلئے صحیح حدیث سے ثابت ہیں تو پھر یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ ہمیں مدینہ منورہ سے دیکھ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنے غلاموں کو تقسیم فرما سکتے ہیں بالکل حق و درست ہے۔

(۲) آپ نے ولادت شریف کے واقعات میں سنا کہ بوقت ولادت ایسا نور نکلا کہ جس کی برکت سے بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہزاروں میل دور شام کے محلات کو اپنی چشمان ظاہری سے ملاحظہ فرمالیا۔ تو جب نور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے والدۂ محترمہ کی نگاہوں میں اتنی وسعت پیدا ہو گئی تو پھر خود اس سراپا نور کی بصارت کا عالم کیا ہوگا، اس کا اندازہ کرنا کچھ زیادہ دشوار نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مولانا امجد علی خاں رحمۃ اللہ علیہ **بہار شریعت** (حصہ ششم) میں تحریر فرماتے ہیں یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی و دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے، ان کی اور تمام انبیاء علیہم السلام کی موت صرف وعدۂ خدا عزوجل کی تصدیق کو، ایک آن کیلئے تھی ان کا انتقال صرف نظرِ عوام سے چھپ جانا ہے۔ امام محمد ابن حاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب الدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، ان کی نیتوں، ان کے ارادوں اور ان کے دلوں کے خیالوں کو پہنچانتے ہیں اور یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً (یعنی بالکل) پوشیدگی نہیں۔

جاوید...... سبحان اللہ عزوجل! یہ بات سن کر تو بہت ہی لذت و سرور حاصل ہوا۔ دل خوش ہوگیا۔ اچھا اب ایک اور سوال ہے۔

سوال...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس موقع پر اتنا خرچ کرنے سے بہتر ہے کہ یہی رقم غریبوں کو دے دی جائے، اس طرح نہ جانے کتنوں کا بھلا ہو جائے گا۔

احمد رضا...... **پیارے اسلامی بھائیو!** یہ صرف اور صرف ہمیں اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشیاں منانے سے روکنے کی ایک ناکام کوشش ہے، آپ سے گذارش ہے کہ خود اس قسم کے جملے کہنے والوں کے گھر میں جب کوئی تقریب ہو رہی ہو تو یہی مخلصانہ مشورہ انھیں بھی دے کر دیکھئے، کبھی بھی اپنی تقریب موقوف کر کے غریبوں کو پیسہ نہ دیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا بارھویں پر دل کھول کر خرچ کرنا دراصل اللہ تعالیٰ عزوجل کے فضل و کرم اور انعامات کی بارشیں طلب کرنے کیلئے ہی ہوتا ہے۔ اور یہ بات سب جانتے ہی ہیں کہ جب بارش برستی ہے تو پھر ہر خاص و عام کو اس سے فیض پہنچتا ہے۔ مولود پاک کے صدقے نازل ہونے والی برکات سے بھرپور مدنی بارش کا حال اس روایت سے بخوبی جانا جاسکتا ہے کہ جسے امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مواہب الدنیہ میں نقل فرمایا ہے کہ طبرانی و بیہقی وغیرہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں قبیلہ بنی سعد بن بکر کے ساتھ دودھ پلانے کیلئے کسی بچے کو لینے مکۂ مکرمہ آئی یہ زمانہ شدید قحط سالی کا تھا آسمان سے زمین پر پانی کا ایک قطرہ نہ برستا تھا ہماری ایک مادہ گدھی تھی جو لاغری و کمزوری کی وجہ سے چل نہیں سکتی تھی ایک اونٹنی تھی جو دودھ کی ایک بوند نہ دیتی تھی میرے ساتھ میرا بچہ اور میرے شوہر تھے ہماری تنگی کا یہ عالم تھا کہ رات چین سے گزرتی تھی اور نہ دن آرام سے۔ جب ہمارے قبیلے کی عورتیں مکہ پہنچیں تو انہوں نے دودھ پلانے کے لئے تمام بچوں کو لے لیا، سوائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ کیونکہ جب وہ یہ سنتی تھیں کہ وہ یتیم ہیں تو ان کے یہاں جاتی ہی نہ تھیں۔ کوئی عورت ایسی نہ رہی جس نے کوئی بچہ نہ لے لیا ہو صرف میں ہی باقی تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سواء کسی کو نہ پاتی تھی۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا واللہ عزوجل! بغیر بچے لیے

مکۂ مکرمہ سے لوٹنا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا، میں جاتی ہوں اور اس یتیم بچے کو لئے لیتی ہوں، میں اسی کو دودھ پلاؤں گی۔ اس کے بعد میں گئی، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دودھ سے زیادہ سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپ سے مشک وعنبر کی خوشبوئیں لپٹیں مار رہی ہیں، آپ کے نیچے سبز ریشم بچھا ہوا ہے اور آپ خراٹے (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خراٹے بہت بلند نہ ہوتے تھے بلکہ بہت آہستہ آہستہ خراٹے لیتے، جس سے کسی کو تکلیف نہ ہوتی تھی۔) ہوئے اپنی گدّی شریف پر محوخواب ہیں، میں نے چاہا کہ آپ کو نیند سے بیدار کردوں مگر آپ کے حسن وجمال پر فریفتہ ہوگئی، پھر میں نے آہستہ سے قریب ہوکر اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اپنا ہاتھ آپ کے سینۂ مبارکہ پر رکھا تو آپ نے تبسم فرما کر اپنی چشم مبارک کھول دی (ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ہے ورنہ ایسے موقع پر بچے عموماً روتے ہیں) میری طرف نظر کرم اٹھائی تو آپ کے چشمان مبارک سے ایک نور نکلا جو آسمان تک پرواز کر گیا میں نے آپ کی دونوں چشمان مبارک کے درمیان بوسہ دیا اور اپنی گود میں بٹھا لیا تا کہ دودھ پلاؤں، میں نے داہنا پستان آپ کے دہن مبارک میں دیا آپ نے دودھ نوش فرمایا پھر میں نے چاہا کہ اپنا بایاں دہن مبارک میں دوں تو آپ نے نہ لیا اور نہ پیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپ کو ابتدائی حالت میں ہی عدالت وانصاف ملحوظ رکھنے کا الھام فرما دیا تھا اور آپ جانتے تھے کہ ایک ہی پستان میں دودھ آپکا ہے کیونکہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنا بیٹا بھی ہے۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپ کا یہی حال رہا کہ ایک پستان کو اپنے رضاعی (یعنی دودھ شریک) بھائی کیلئے چھوڑ دیا کرتے تھے، پھر آپ کو لے کر اپنے شوہر کے پاس آئی، وہ بھی آپ کے حسن وجمال مبارک پر عاشق ہوگئے اور سجدہ شکر ادا کیا، وہ اپنی اونٹنی کے پاس گئے دیکھا تو اسکے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے حالانکہ پہلے ان میں ایک قطرہ بھی نہ تھا، انہوں نے دودھ دوہا، ہم سب نے سیر ہوکر پیا اور خیر وبرکت کے ساتھ اس رات چین کی نیند سوئے۔ اس سے پہلے بھوک وپریشانی میں نیند نہیں آتی تھی۔ میرے شوہر نے کہا اے حلیمہ! بشارت وخوشخبری ہو کہ تم نے اس ذات گرامی کو لے لیا، تم نہیں دیکھتیں کہ ہمیں کتنی خیر وبرکت حاصل ہوئی ہے یہ سب اس ذات مبارک کے طفیل ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہمیشہ اور زیادہ خیر وبرکت رہے گی۔

اس کے بعد سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے مجھے رخصت کیا، میں اپنی مادہ گدھی پر آپ کو گود میں لے کر سوار ہوئی میری گدھی خوب چست و چالاک ہوگئی اور اپنی گردن اوپر تان کر چلنے لگی جب ہم کعبہ کے سامنے پہنچے تو اس نے تین سجدے کئے اور اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر چلائی۔ پھر قبیلے کے جانوروں کے آگے آگے دوڑنے لگی، لوگ اس کی تیز رفتاری پر تعجب کرنے لگے، عورتوں نے مجھ سے کہا، اے بنت ذویب ! کیا یہ وہی جانور ہے جس پر سوار ہو کر ہمارے ساتھ آئی تھیں جو تمہارے بوجھ کو اٹھا نہیں سکتا تھا اور سیدھا چل تک نہ سکتا تھا؟ میں نے جواب دیا واللہ عزوجل یہ وہی جانور ہے لیکن اللہ تعالٰی نے اس فرزند کی برکت سے اسے قوی وطاقت ور کر دیا ہے اس پر انھوں نے کہا واللہ عزوجل! اس کی بڑی شان ہے۔ میں نے اپنی گدھی کو جواب دیتے سنا کہ ہاں خدا عزوجل کی قسم! میری بڑی شان ہے میں مردہ تھی مجھے زندگی عطا فرمائی، میں لاغر و کمزور تھی مجھے قوت و توانائی بخشی۔ اے بنی سعد کی عورتو! تم پر تعجب ہے کہ تم غفلت میں ہو اور تم نہیں جانتیں کہ میری پشت پر کون ہے؟ میری پشت پر سیّد المرسلین، خیر الاولین والآخرین اور حبیب ربّ العٰلمین (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہیں، میں بکریوں کے جس ریوڑ کے پاس سے گزرتی، بکریاں سامنے آکر کہتیں اے حلیمہ! تم جانتی ہو کہ تمہارا دودھ پینے والا کون ہے؟ یہ محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) آسمان وزمین کے ربّ عزوجل کے رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اور تمام بنی آدم میں افضل ہیں۔ ہم جس منزل پر قیام کرتے حق تعالٰی اسے سرسبز شاداب فرما دیتا باوجود کہ وہ قحط سالی کا زمانہ تھا اور جب ہم بنی سعد میں پہنچ گئے تو کوئی اس سے زیادہ خشک اور ویران نہ تھا لیکن جب میری بکریاں چراگاہ میں جاتیں تو شام کو خوب شکم سیر، تروتازہ اور دودھ سے بھری ہوئی لوٹتیں۔ تو ہم ان کا دودھ نکالتے خود بھی سیر ہو کر پیتے اور دوسروں کو بھی پلاتے ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں کو کہتے کہ تم اپنی بکریوں کو ان چراگاہوں میں کیوں نہیں چراتے جس چراگاہ میں بنت ابی ذویب (یعنی حلیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا) کی بکریاں چرتی ہیں۔ حالانکہ وہ نہ جانتے تھے کہ ہمارے گھر میں یہ خیر و برکت کہاں سے آئی ہے، یہ برکت و افروانی، غیبی چراگاہ اور کسی اور چارہ سے تھی۔ اس کے بعد قوم کے دیگر چرواہوں نے ہمارے چرواہوں کے ساتھ بکریاں چرانی شروع کر دیں یہاں تک کہ حق تعالٰی نے ان کے اموال اور ان کی بکریوں میں بھی خیر و برکت پیدا فرمادی اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وجہ سے تمام قبیلے میں خیر و برکت پھیل گئی۔

پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خدمت کی سعادت تو سیّدہ حلیمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے حاصل کی تھی لیکن جب اس کے بدلے میں بارش کرم برسی تو ہر ایک نے خوب خوب اس سے اپنا اپنا حصہ حاصل کیا، اسی طرح جب ہم بھی مولود پاک کی خوشیاں منا کر اللہ تعالٰی کی رحمت کے دروازے پر مدنی دستک دیتے ہیں تو اس کا دریائے کرم جوش میں آتا ہے اور پھر ہر ایک کو اسکے اخلاص و جذبے کے مطابق حصۂ رحمت و برکت عطا کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ تو ارشاد فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کی یہ تاثیر ہے کہ اس کی برکت سے سال بھر امن رہتا ہے۔ (روح البیان)

جاوید...... الحمدللہ عزوجل! یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا۔ بس اب آخری سوال وہ یہ کہ......

سوال...... یہ بتائیے کہ بعض لوگوں کی یہ بات کہاں تک درست ہے کہ اگر بارھویں شریف کو جائز مان بھی لیا جائے تو چونکہ اس کی وجہ سے عوام الناس کثیر غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں لہٰذا اس سلسلے کو بند کر دینا چاہئے۔ مثلاً بہت سے لوگ ان دنوں میں بلند آواز سے گانا لگا لیتے ہیں، کہیں زبردستی چندہ کیا جاتا ہے، کسی مقام پر جانوروں اور خیالی بزرگوں کی بڑی بڑی تصاویر آویزاں کر دی جاتی ہیں، کہیں ہندوؤں کی رسم کے مطابق ایک دوسرے پر رنگ پھینکا جاتا ہے، کہیں جلوسوں میں سیٹیاں اور تالیاں بج رہی ہوتی ہیں، کہیں دوران جلوس ڈھول کی تھاپ پر نوجوان محو رقص ہوتے ہیں بعض اوقات کھانا، تھیلیوں میں بھر کر پھینکا جاتا ہے، جس کی بناء پر رزق کی بے حرمتی ہوتی ہے اور اس کے علاوہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط بھی دیکھا گیا ہے؟

احمد رضا...... **پیارے اسلامی بھائیو!** اگر صرف عوام الناس کے برے عمل کی وجہ سے عبادات و معاملات کو ترک کر دیے جانے کا ضابطہ بنا دیا جائے تو پھر تو ہمارے تمام کاروبار زندگی رک جائیں گے کیونکہ آج کل کون سا ایسا دینی یا دنیاوی کام ہے کہ جس کی ادائیگی کے وقت عوام الناس اغلاط میں مبتلا نہ ہوتے ہوں؟ جیسا کہ شادی کرنا سنت مبارکہ ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ شادی تو جائز ہے لیکن اس کی وجہ سے چونکہ کثیر گناہ ہوتے ہیں مثلاً تصویریں کھینچی جاتی ہیں، عورتوں مردوں کا اختلاط ہوتا ہے، رقص و سرور کی محافل قائم کی جاتی ہیں، دولہا کو مہندی لگائی جاتی ہے اور لگانے والی بھی نامحرم ہوتی ہے، دولہا کو سونا پہنایا جاتا ہے، گانوں کی صورت میں ایک دوسرے کو فحش گالیاں دی جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اب شادی کا سلسلہ بند ہو جانا چاہئے کیا خیال ہے آپ اس کی بات مان لیں گے؟

جاوید...... بالکل نہیں۔

احمد رضا...... تو پھر آپ ایسے شخص کو کیا جواب دیں گے؟

جاوید...... یقیناً یہی کہیں گے کہ شادی جائز ہے چنانچہ اسے ترک نہ کیا جائے بلکہ لوگوں کو حرام کام سے روکنے کی کوشش کریں۔

احمد رضا...... شاباش، میری بھی یہی عرض ہے کہ بارھویں شریف محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے بابرکت اور بابرکت بنانے والی ہے لہٰذا اسے ترک نہ کیا جائے بلکہ خطاؤں میں مبتلا اسلامی بھائیوں کو شفقت سے سمجھایا جائے، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ ہمارے محبت بھرے انداز سے سمجھانے کی برکت سے ایک دن تمام اسلامی بھائی بھی عین شریعت کے مطابق بارھویں شریف منانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

شاید آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ میرا تعلق سنتوں کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی سے ہے، جس کے امیر ایک بہت بڑے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے ایک مقبول ولی ہیں ان کا نام **محمد الیاس قادری** مدظلہ العالی ہے۔

دعوت اسلامی کے روحانی اور بابرکت ماحول سے باقاعدہ وابستگی سے پہلے ہمیں بھی اس کا کچھ شعور حاصل نہ تھا چنانچہ جیسا ذہن میں آتا اُلٹے سیدھے طریقوں سے خوشی کا اظہار کرلیا کرتے تھے، لیکن الحمدللہ عزوجل! جب امیر اہلسنّت امیر دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی کی صحبت و تربیت میں آنے کی سعادت حاصل ہوئی تو آپ کی حکمت اور دانائی نے ہمارے ذہنوں میں ان دنوں کو عین اسلامی طریقے کے مطابق گزارنے کا انقلابی شعور بیدار کردیا، چنانچہ آپ بھی اس مرتبہ بارھویں شریف، دعوت اسلامی کے پاکیزہ ماحول کے ساتھ منا کر دیکھیں، اِن شاء اللہ عزوجل بہت ہی زیادہ سرور واطمینان محسوس کریں گے کیونکہ ہمارے ماحول میں کوئی عمل خلاف شرع نہیں کیا جاتا جیسے ہی ربیع الاوّل شروع ہوتا ہے ہم اپنے گھروں گلیوں محلوں گاڑیوں اور دکانوں کو قمقموں اور جھنڈوں وغیرہ سے سجانا شروع کردیتے ہیں، ساتھ ساتھ ہی چوک اجتماعات اور نعتیہ محافل کے ذریعے اسلامی دوسرے بھائیوں کو بھی اسکی ترغیب دیتے ہیں۔ ہمارے امیر اہلسنّت امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطاؔر قادری دامت برکاتہم العالیہ بارھویں شریف منانے کا خصوصی اہتمام فرماتے ہیں چنانچہ اس عاشقوں کی عید پر حتی الامکان ہر چیز نئی خریدنے کی کوشش فرماتے ہیں مثلاً لباس، چادر، رومال، عمامہ، ٹوپی، سربند، تسبیح، پین، مسواک، گھڑی، جوتی، یہاں تک کہ بنیان و ازاربند تک نیا لیتے ہیں اور اپنے بیانات اور تحریروں کے ذریعے بھی اسلامی بھائیوں کو بارھویں شریف خوب دھوم دھام کے ساتھ منانے کی ترغیب ارشاد فرماتے رہتے ہیں۔

بارہ ربیع الاوّل کی رات، اجتماع منعقد کیا جاتا ہے، جس میں اصلاحی انداز میں ولادت کے واقعات اور فضائل وکمالات سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کئے جاتے ہیں پھر نعت خوانی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو سحری تک جاری رہتا ہے اجتماع گاہ میں ہی کثیر سحری کا انتظام کیا جاتا ہے۔ تمام شرکاء اسلامی بھائی سحری کرتے ہیں اور بارھویں شریف سنت کے مطابق روزہ رکھ کر مناتے ہیں۔ دن میں عموماً ظہر کی نماز کے بعد جلوس نکالے جاتے ہیں۔ ہمارے جلوس انتہائی پرامن اور منکرات سے پاک وصاف ہوتے ہیں۔ ماحول سے وابستہ اسلامی بھائی سنت کے مطابق سفید لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں، سر پر عمامۂ مقدسہ کا تاج اور ہاتھوں میں سبز سبز جھنڈے ہوتے ہیں، درود وسلام اور نعتیں پڑھتے ہوئے جس مقام سے گزرنا ہو انتہائی منظم طریقے سے گزرتے ہیں۔ اس نظم وضبط اور شرعی تقاضوں کی رعایت کی برکت سے ساتھ چلنے والے ماحول سے غیر وابستہ اسلامی بھائی بھی غلطیوں اور گناہوں سے بچ جاتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات ہمارے جلوس کی نورانیت کو دیکھ کر لوگوں کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔

امیر اہلسنّت مدظلہ العالی بھی ہر سال باقاعدگی کے ساتھ جلوس میں شرکت فرماتے ہیں۔ آپ کا جلوس بارہ تاریخ کو ظہر کی نماز کے بعد شہید مسجد کھارادر (کراچی) سے روانہ ہوتا ہے، بلامبالغہ پاکستان بھر میں باعمل اسلامی بھائیوں کا یہ سب سے بڑا جلوس ہوتا ہے، اس کا اختتام دعوت اسلامی کے عالمی مرکز فیضان مدینہ پر ہوتا ہے۔

جاوید...... سبحان اللہ عزوجل! آپ کے ماحول میں جس انداز سے مولود پاک کی خوشیاں منائی جاتی ہیں مجھے تو یہ بہت ہی پسند آیا ہے اور میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اِن شاءاللہ تعالیٰ اس مرتبہ بارھویں شریف خوب دھوم دھام سے مناؤں گا اور دعوت اسلامی کے ماحول کے ساتھ مناؤں گا۔

باقی دوست...... اِن شاءاللہ تعالیٰ! ہم سب بھی اس مرتبہ ماحول کے ساتھ ہی میلاد پاک منائیں گے۔

احمد رضا...... صرف بارھویں کے موقع پر نہیں بلکہ ہمارا اور آپ کا محبت اور اپنائیت کا یہ تعلق تو اب تا حیات قائم رہنا چاہئے۔

جاوید...... بیشک بیشک یہ تو ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہوگی، کہ آپ جیسے نیک لوگ اگر ہم پر نگاہ شفقت فرماتے رہیں گے تو اِن شاءاللہ عزوجل ہم گناہ گاروں کا بھی بیڑہ پار ہوجائے گا۔ یقین کیجئے آپ سے ملاقات سے پہلے بارھویں شریف سے متعلق عجیب عجیب خیالات اور وسوسے دل میں موجود تھے، لیکن آپ کے اپنا قیمتی وقت دینے کی برکت سے الحمدللہ عزوجل اب ہمارے دلوں میں نہ صرف بارھویں شریف منانے کا جذبہ بیدار ہوچکا ہے بلکہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جتنی محبت آج ہمارے دلوں میں پیدا ہوئی ہے، بری صحبت کی نحوست کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہمیں محروم فرمایا ہوا تھا، بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اگر پہلی والی حالت ہی میں ہمیں موت آجاتی، تو ہمارا انجام بہت برا ہونا تھا، اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے ہمیں تباہی سے بچالیا۔

جانی...... یہ ساری نحوست اسی شیطان کی ہے جو ہمارے محلے میں رہتا ہے اسی خبیث نے ہمارے دلوں میں یہ وسوسے پیدا کیے تھے اور وہی ہمیں نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی پر ابھارا کرتا تھا، اب اگر وہ میرے پاس آیا تو اس کے دانت توڑ دوں گا۔

احمد رضا...... ماشاءاللہ عزوجل! گستاخان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ایسے ہی جذبات ہونے چاہئیں کیونکہ یہ ایمان کامل کی واضح نشانی ہے۔ جیسا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی سے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت رکھے، اللہ تعالیٰ ہی کیلئے دشمنی رکھے، اللہ تعالیٰ کے لئے دے اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے منع کرے تو اس نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔ (مشکوٰۃ)

لیکن اگر اس قسم کے دشمنان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلا جلا کر مارا جائے تو اس کا مزہ کچھ اور ہی ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نہ صرف ہم خود، اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر، خوب خوب خوشیاں منائیں بلکہ انتہائی جوش و جذبہ کے ساتھ اپنے پورے محلے بلکہ پورے شہر کے ہر ہر مسلمان بھائی کے ذہن میں اس کا شعور بیدار کریں، جب ازلی بدبخت ومحروم، جشن سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ دھوم دھام دیکھیں گے تو اِن شاءاللہ تعالیٰ خود ہی سڑ سڑ کر ہلاک ہوجائیں گے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

جاوید……آپ سے جدا ہونے کو دل تو نہیں چاہ رہا، لیکن آپ کی یقیناً دوسری بھی مصروفیات ہوں گی آپ پہلے ہی ہمیں بہت زیادہ وقت دے چکے ہیں۔ مگر اس سے پہلے کے ہم جدا ہوں میں آپ کی خدمت میں ایک سوال اور ایک درخواست پیش کرنا چاہتا ہوں، امید ہے کہ جہاں اتنی شفقت فرمائی ہے، مزید بھی فرمائیں گے۔

احمد رضا……(مسکراتے ہوئے) ارشاد فرمائیں۔

جاوید……سوال تو یہ ہے کہ آپ تعارف کے وقت غمگین کیوں ہو گئے تھے؟ اور درخواست ہے کہ جاتے جاتے ہمیں کوئی نصیحت ضرور ارشاد فرمائیں۔

احمد رضا……بات دراصل یہ تھی کہ جب آپ نے سب کا تعارف کروایا تو مجھے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چند احادیث مبارکہ یاد آ گئیں تھی جن کی بناء پر دل غمگین ہو گیا تھا۔

جاوید……ہمیں بھی سنایئے وہ کون سی احادیث تھیں؟

احمد رضا……آپ لوگ ناراض تو نہیں ہو جائیں گے؟

جاوید……ارے! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں، ناراض ہو کر ہمیں ہلاک ہونا ہے؟

احمد رضا……اچھا تو سنئے! وہ احادیث یہ تھیں:۔

(۱) ابوداؤد میں ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انبیاء (علیہم السلام) کے نام پر نام رکھو۔

(۲) دیلمی میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ اچھوں کے نام پر نام رکھو۔

(۳) مسند امام احمد میں ہے کہ شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا لہٰذا اچھے نام رکھو۔

(٤) اور بخاری و مسلم میں آپ کا فرمان عالیشان ہے کہ میرے نام پر نام رکھو۔

اب غمگین ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ میں سے کسی کا نام بھی ان احادیث کے معیار پر پورا نہیں اترتا سب کے سب غیر اسلامی نام ہیں۔

(اسلامی ناموں کے سلسلے میں مکمل رہنمائی کیلئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف النور والضیاء فی احکام بعض الاسماء کا ضرور ضرور مطالعہ فرمایئے) مثلاً پرویز، ایک بہت بڑے گستاخ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام تھا، یہ وہ بدبخت تھا کہ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دعوت اسلام پر مشتمل مکتوب مبارک اس کے پاس پہنچا تو اس نے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کو غصے میں چاک کرنے کی ناپاک جسارت کی تھی۔

جاوید...... دراصل اس میں ہمارا قصور نہیں ہے، ہم نے جن گھرانوں میں آنکھ کھولی ہے، ان میں اسی قسم کے نام رکھ کر فخر کیا جاتا ہے بہرحال آپ نے نشاندہی فرمائی ہے تو واقعی میں تو شرم محسوس کر رہا ہوں، اب آپ ارشاد فرمائی، ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ جیسا فرمائیں گے، ہم ویسے ہی کریں گے۔

احمد رضا...... **پیارے پیارے اور اچھے اچھے اسلامی بھائیو!** ترمذی شریف میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان عالیشان ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برے ناموں کو بدل دیتے تھے چنانچہ آپ سب بھی اپنا اپنا نام بدل دیں۔

جاوید...... تو اس سلسلے میں بھی آپ ہی ہماری رہنمائی فرمائیے۔

احمد رضا...... میں نے اپنے امیر اہلسنّت مدظلہ العالی کو اس سنت پر بھی بڑی استقامت کے ساتھ عامل پایا ہے، آپ جب بھی اس قسم کے نام ملاحظہ فرماتے ہیں تو شفقت و حکمت کے ساتھ تبدیل فرما دیتے ہیں چنانچہ میرا مدنی مشورہ ہے کہ آپ سب اس اتوار کو میرے ساتھ فیضان مدینہ چلئے (دعوت اسلامی کا عالمی مرکز جو سبزی منڈی کراچی میں واقع ہے) حضرت صاحب، کراچی میں موجود ہونے کی صورت میں ہر اتوار کو عشاء کے بعد عام ملاقات فرماتے ہیں، ان کی خدمت میں درخواست کریں گے، اِن شاءَ اللہ عزوجل آپ سب کیلئے وہ پیارے پیارے مدنی نام تجویز فرما دیں گے، بزرگوں سے نام رکھوانے میں بڑی برکت ہوتی ہے۔

جاوید...... چلیں یہ ٹھیک ہے، اس طرح ایک، اللہ تعالیٰ کے ولی کی زیارت بھی ہوجائے گی اچھا اب وہ نصیحت والی درخواست؟

احمد رضا...... نصیحت والا معاملہ بھی حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کرنا مناسب ہے، کیونکہ ان کی زبان حق ترجمان سے نکلنے والے الفاظ پر اخلاص پر عمل پیرا ہونے کی برکت سے، اِن شاء اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی حاصل کرنا کچھ بھی دشوار نہ رہے گا۔ ہاں میں، آپ سب کی خدمت میں اتنی درخواست ضرور کروں گا کہ آپ ہر ہفتے کے دن (اسی طرح دعوت اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع تقریباً ملک بھر تمام چھوٹے بڑوں شہروں میں منعقد ہوتے ہیں) مغرب کی نماز کے بعد دعوت اسلامی کے عالمی مرکز فیضان مدینہ (کراچی) میں منعقد ہونے والے ہفتہ وار اجتماع میں ضرور ضرور شرکت فرمائیے بلکہ اسے اپنے اوپر لازم کر لیجئے اِن شاء اللہ عزوجل کچھ عرصہ پابندی سے شرکت فرمانے کے بعد آپ خود اس بات کو اچھی طرح جان لیں گے کہ ایمان کی حفاظت اور آخرت میں کامیابی کے سلسلے میں جن جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ ماحول کی برکت سے باآسانی حاصل ہوسکتی ہیں اسی عالمی مرکز فیضان مدینہ میں ہر اتوار کو اسلامی بہنوں کا اجتماع بھی منعقد ہوتا ہے، چنانچہ اگر ممکن ہو تو اپنے گھر کی اسلامی بہنوں کو بھی شرکت کی دعوت دید یجئے گا اور ہاں اگر ایمان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ آپ چاہتے ہیں کہ آپکو کثیر علم دین حاصل ہوجائے، بیشمار صغیرہ کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہوجائیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عبادات و نیک اعمال پر استقامت کی دولت عطا کردی جائے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیشمار سنتیں سیکھ کر ان پر عمل پیرا ہونے کی سعادت بھی مل جائے اور انبیاء علیہم السلام اور

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت کی مطابق سنتیں سیکھانے کی توفیق رفیق بھی آپ کی قسمت میں لکھ دی جائے۔تو دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کیلئے اندرون اور بیرون ملک روانہ ہونے والے مدنی قافلوں میں بھی شرکت کونہایت ضروری ولازم تصوّر کیجئے الحمدللہ عزوجل! دعوت اسلامی کے قافلے تین دن، بارہ دن، تیس دن اور سال بھر کیلئے مختلف مقامات پر جا کر مدنی انقلاب برپا کرر ہے ہیں، آپ بھی کم ازکم ہر ماہ میں تین دن، مزید موقع ملے تو بارہ دن، سال میں کم ازکم تیس دن اور پوری عمر میں یکمشت بارہ ماہ کیلئے کسی مدنی قافلے کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت ضرور حاصل کیجئے۔ بلکہ میرا مدنی مشورہ ہے کہ اس بارہ ربیع النورشریف کے مبارک مہینے میں کسی مدنی قافلے میں شرکت کرکے اس کا ثواب بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش کرنے کی سعادت کے حصول کی کوشش کیجئے۔ اِن شاء اللہ عزوجل اس مبارک طریقے کی برکت سے بارھویں شریف کی برکات سے مکمل طور پر فیض یاب ہونے میں بے حد مدد ملے گی۔

جاوید (مع رفقاء) ...... سبحان اللہ عزوجل! آپ نے جن فوائد کا ذکر فرمایا ہے ان کی حصول کیلئے ہم پختہ ارادہ کرتے ہیں کہ نہ صرف اجتماع میں پابندی سے شرکت کریں گے بلکہ اس بار بارھویں شریف کے مہینے میں دعوت اسلامی کے سنتوں کی تربیت کیلئے روانہ ہونے والے مدنی قافلے میں بھی شرکت ہونے کی سعادت حاصل کریں گے اور اِن شاء اللہ عزوجل آج کے بعد ہمارا جینا مرنا صرف اور صرف دعوت اسلامی کے ماحول کے ساتھ ہوگا۔

عید میلادالنبی پر ہر گھڑی لاکھوں سلام (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

عید میلادالنبی پر ہر گھڑی لاکھوں سلام
ہم غریبوں کی خوشی پر ہر گھڑی لاکھوں سلام

جو مناتا ہے خوشی سے عید میلادالنبی
یاخدا اس امتی پر ہر گھڑی لاکھوں سلام

ہر برس جس نے سجایا کوچہ و بازار کو
اس کی پوری زندگی پر ہر گھڑی لاکھوں سلام

جس کے صدقے ربّ نے بخشی عید میلادالنبی
اس رسول ہاشمی پر ہر گھڑی لاکھوں سلام

جس گھڑی پیدا ہوئے رحمۃ للعٰلمین
یاخدا ہوں اس گھڑی پر ہر گھڑی لاکھوں سلام

باعثِ تسکینِ جاں ہے باعثِ چین و سکوں
محفلِ ذکرِ نبی پر ہر گھڑی لاکھوں سلام

کاش اگلے سال بھی یونہی سبھی مل کر کہیں
جان و دل کی روشنی پر ہر گھڑی لاکھوں سلام

اِن شاء اللہ ایک دن چل کر مدینے بھی عطاؔ
ہم پڑھیں گے اس خوشی پر ہر گھڑی لاکھوں سلام

﴿علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری﴾